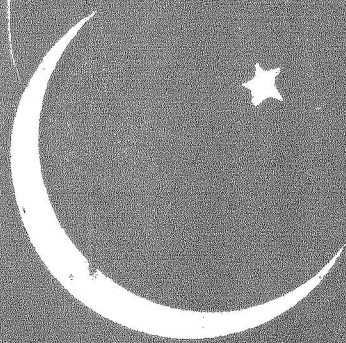


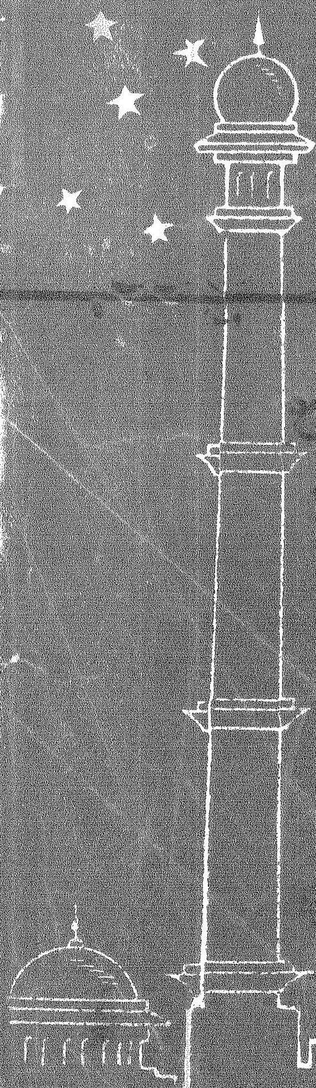


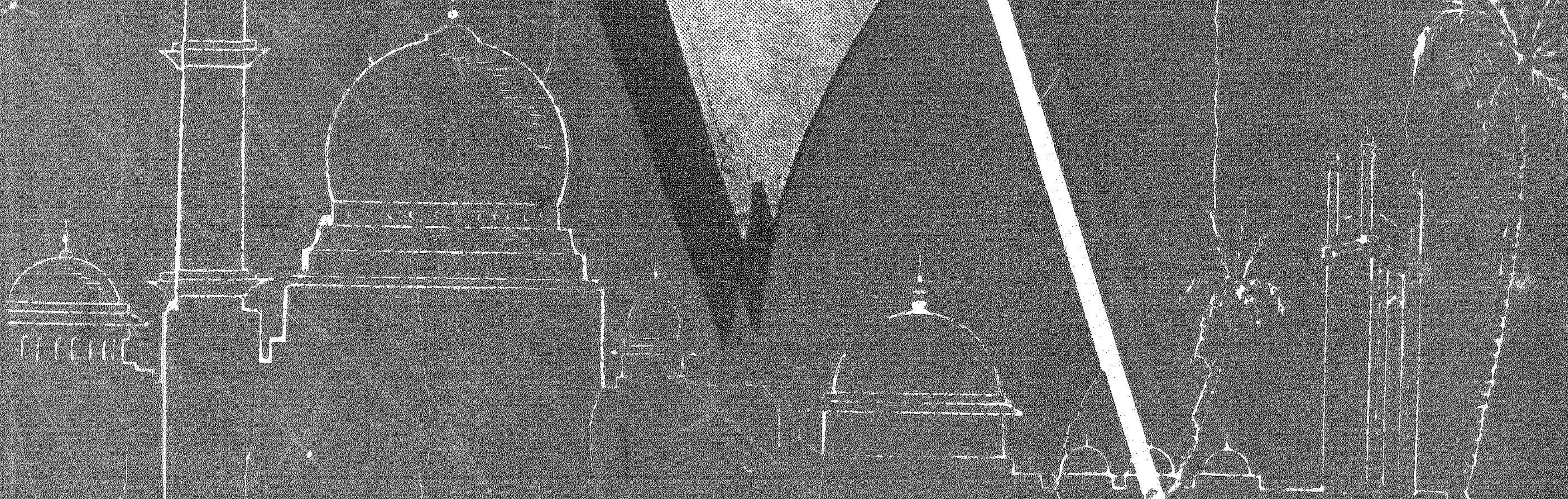
خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ فروری ۱۹۵۲ء





دُعا

(از جناب نوابزادہ رشید احمد صاحب قیصرؔ)

اُس مہرباں کے نام سے کرتا ہوں ابتدا
جس کی نہ ابتدا ہے کوئی اور نہ انتہا

تُو بے نیاز ہوتے بھی ہے ہم پہ مہرباں
اے مالک زمین و زماں ربّ دوسرا

مَیں اور تیری بندگی کس مُنہ سے کر سکوں
جب کچھ سمجھ سکا نہ تری ذاتِ کبریا

تجھ سے مدد نہ چاہوں تو پھر کیسے کٹ سکے
صبر آزما و توبہ شکن ہے رہِ فنا

صدقے مَیں اِن کے جن پہ تری نعمتیں ہُوئیں
صدق و صفا کی راہ ہیں جن کے نشانِ پا

مولا انہی کے نقشِ قدم پر چلا مجھے
بھیجے ہیں جن پہ تُو نے درود اور کی ثنا

وُہ لوگ جن پہ تیرا غضب ہے مرے رحیم
قیصرؔ کی التجا ہے کہ ان سے مجھے بچا

سماں بدلا

(از جناب مولوی عبدالحمید صاحب سروشؔ لاہور)

ترا اندازِ فکر و فہم کیا بدلا جہاں بدلا
فضا بدلی سماں بدلا زمیں بدلی زماں بدلا

ادائے غنچہ و گل ہی کو ندرت کی نہیں سُوجھی
چمن میں بلبل و صلصل نے بھی طرزِ فغاں بدلا

سمائی ہے روشِ اغیار کی جب سے ترے دل میں
ترا ذوقِ عیاں بدلا ترا شوقِ نہاں بدلا

بدلنے کو زمانہ نے ہزاروں کروٹیں بدلیں
نہ ذرہ بھر زمیں بدلی نہ ہرگز آسماں بدلا

نہ بدلا جب تلک مفہومِ موت و زیست مسلم نے
نہ اس کی منزلیں بدلیں نہ اس کا کارواں بدلا

ہفت روزہ ● خدام الدین ● لاہور

جلد ۲ | ۲۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ فروری سنہ ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۵

کشمیر

سلامتی کونسل میں کشمیر کی بحث جاری ہے۔ کشمیر کا مسئلہ بڑے نازک دور میں سے گذر رہا ہے۔ بھارتی سیاست والوں کی سلامتی کونسل اور بھارت میں تقریروں کے پس منظر میں بھارتی فوج زبردست نقل و حمل میں مصروف ہے معتبر ذرائع بتا رہے ہیں کہ بھارت اپنی ۷ ڈویژن فوج، ٹینک اور جیٹ طیارے کشمیر بھیج چکا ہے۔ بھارت حفاظتی کونسل میں پاکستان کے ہاتھوں قدم قدم پر شکست کھا رہا ہے۔ اس کی نام نہاد سامراج دشمنی کے چہرے سے نقاب اٹھتا جا رہا ہے اور نیچے سے اس کی ملوکیت پرستی کا مسخ شدہ خاکہ رونما ہو رہا ہے۔ دنیا سمجھ چکی ہے کہ بھارت اقوام متحدہ کے وجود کو ایک مذاق سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ مسٹر مینن جو اقوام متحدہ کی وساطت سے دنیا کے ہر چھوٹے بڑے تنازعہ میں ثالث اور منصف کا روپ دھار لیتے تھے، آج یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ یہ محض کونسل کی قرارداد ہے، بھارت اس کا پابند نہیں۔ گویا سلامتی کونسل کی قراردادوں کی پابندی برطانیہ اور فرانس پر لازمی ہے۔ اگر مصر کا معاملہ پیش ہو یا روس اور امریکہ کو سلامتی کونسل کا حکم ماننا چاہئے۔ اگر کوریا کا کوئی مسئلہ زیر بحث ہو، جنوبی افریقہ اور ہنگری پر اقوام متحدہ کی تجاویز ٹھونسی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب خود بھارت کا مسئلہ کونسل میں انصاف کے لئے آئے تو مسٹر مینن اسے ایک قرارداد سے زیادہ اہمیت نہ دیں۔ لیکن یہ بات پاکستان اور پاکستانیوں کے لئے نئی نہیں۔ بیرونی دنیا کو شاید عجیب معلوم ہو۔ ہم تو اقوام عالم کو عرصہ دس سال سے کہہ رہے ہیں کہ بھارت کے منہ سے صرف رام رام نہ سنئے بلکہ اس کے پہلو میں چھپائی ہوئی تیز چھری کو بھی دیکھئے۔ یہ حیدر آباد پر چل چکی ہے۔ جوناگڑھ اور ماناودر کو ختم کر چکی ہے اور اب مظلوم کشمیر کی مشکیں کس کر اس کے گلے پر بھی چھری پھیرنے کو تیار ہے۔

جیسا کہ ہم نے کسی گذشتہ فرصت میں عرض کیا تھا کہ کشمیر کا مسئلہ خود اقوام متحدہ کی بقا کا مسئلہ ہے۔ ہم اقوام متحدہ اور ان ممالک سے جن کی کوششیں پاکستان کے موقف پر متفق ہیں اور وہ اس مسئلہ کے پر امن حل کے خواہاں ہیں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بھارت پر باتوں کا ہی بھوت سوار نہیں جو آسانی سے اتر جائے۔ اس کے منہ کو ملوکیت پرستی کے خون کی اچھی طرح چاٹ لگ چکی ہے۔ ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ ساتھ وہ پورپی ملک کی نوآبادی گوآ پر بھی اپنی نیت کا اظہار کر چکا ہے۔ اس لئے اقوام متحدہ کے فیصلوں کو سختی سے عملی جامہ پہنانا ضروری ہے۔ بھارت کا رویہ عدیم المثال ہے۔ ابھی کوئی قرارداد پیش نہیں ہو پاتی۔ یہ پہلے ہی "میں نہ مانوں" کی رٹ اور نفی میں سر ہلانا شروع کر دیتا ہے۔ اقوام متحدہ کو اپنے منشور کے وقار کی نگہبانی ہوشیاری سے کرنی چاہئے۔ اگر کوئی بھارت صفت ملک روگردانی کرے تو اقتناعی طور پر تادیبی کاروائی کرنی چاہئے۔ اقوام متحدہ اور اس کے رکن ممالک ایسے مجرم ملک پر معاشی، سیاسی اور معاشرتی پابندیاں لگائیں۔ تاکہ اس کے سر سے بغاوت کا سودا ختم ہو جائے۔

قومی معیشت پر ٹیکسوں کی مزید گراں باری

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے نئے سال کے میزانیہ نے قوم کی اکثریت کو خوف و ہراس میں مبتلا کر دیا ہے۔ عوام کی عسرت حالی کے ڈانڈے پہلے ہی افلاس سے ملتے تھے کہ نیا بجٹ ٹیکسوں کا نیا جانکاہ عندیہ لایا۔ ماہرین حساب نے میزانیہ کو ہموار کرنے کے لئے ان اشیاء پر محصولات تجویز کئے جن سے براہ راست زد عوام کی تار تار جیبوں پر تقریباً سات کروڑ کے خسارے کو پورا کرنے کے لئے سوتی کپڑے، سائیکل ٹائرز، سیمنٹ، موٹر سپرٹ اور تمباکو پر ٹیکس تجویز کئے گئے ہیں۔ اگرچہ وزیر خزانہ کے سجدۂ سہو کی بدولت اس فہرست میں چند اشیاء سے ٹیکس واپس لے لئے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی مارکیٹ درہم برہم ہو چکی ہے۔ بعض اشیائے ضروریہ چور بازاری میں پہنچ چکی ہیں اور سب سے زیادہ قابل ذکر یہ امر ہے کہ حکومت کی طرف سے ٹیکسوں کی وصولی تو اپریل سے شروع ہو گی لیکن عوام کی جیبوں سے ڈیڑھ ماہ پیشتر ہی ناجائز طور پر سرمایہ نکلنا شروع ہو گیا ہے۔ افسوس کہ وزیر خزانہ عوامی حالت سے کتنے بے خبر ہیں کہ انہیں عوام کی ناگفتہ بہ حالت کا تب ہی پتہ چلا (اور انہوں نے کچھ ٹیکس واپس لئے) جبکہ ان کی تجاویز پر ملکی پریس چیخ اٹھا۔ خدا جانے چند ہی دنوں میں ناجائز سرمایہ اندوزوں نے کس قدر لوٹ مچائی ہوگی۔ حالانکہ ایک طرف تو وہ گراں شدہ مال کا ٹیکس ادا کرنے سے بچ گئے اور دوسرے مال بھی انہوں نے سابقہ قیمتوں پر لیا ہوگا۔

قومی معیشت سے متعلقہ مسائل قومی اسمبلی میں احزاب اقتدار و اختلاف کی نعرہ زنی اور معرکۃ الآرا تقاریر میں دب رہے ہیں۔ تعمیری اصلاح کی شاید کوئی بھی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ بلکہ ان مسائل پر بحث کا رخ زرعی اصلاحات کی طرف پلٹ دیا گیا ہے۔ مرکز والے کہتے ہیں کہ زرعی اصلاحات صوبوں کا کام ہے اور صوبائی ارباب اختیار مرکز کو مطعون کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ وہاں موجود ہیں اور کچھ فیصلہ کر نہیں پاتے۔ دوسری طرف قومی بے چینی میں لحظہ بہ لحظہ اضافہ ہو رہا ہے۔ کپڑے کے نرخ اگرچہ ارزاں تو نہیں ہوئے تھے تاہم کسی حد تک فی زمانہ اطمینان بخش تھے۔ لیکن آئندہ مالی سال میں محض مایوسی کا سامنا کرنا ہوگا۔ سائیکل ٹائرز اوسط درجہ کے عوام کے لئے انتہائی ضروری شئے ہیں۔ ایک طرف ان کی درآمد بند ہو چکی ہے جس سے عوام کو ملکی صنعت کا تیار کردہ ناقص سامان مل رہا ہے وہ بھی نہایت گراں حکومت کی طرف سے نہ تو کوئی قیمتوں پر کنٹرول ہے نہ صنعت کاروں کی سرمایہ اندوزی پر قدغن۔ اسی طرح سیمنٹ کی گرانی، مکانوں کی نایابی کے مسئلہ کو اور الجھا دے گی۔ بعینہ موٹر سپرٹ پر ٹیکس بار برداری کو گراں تر بنا دیگا۔

وزیر خزانہ سے گذارش ہے کہ ماہرین معاشیات کے ساتھ پھر سر جوڑ کر بیٹھیں اور سوچیں کہ عوام پر ٹیکسوں کا بار کم از کم پڑے۔ خسارہ کو خواص اور اہل ثروت کی جیبوں سے پورا کیا جائے۔ حکومت کے وزرا اور اہل کاروں کے اخراجات کم کئے جائیں۔ عوام میں حکومت کی طرف سے اطمینان پیدا کر کے نظم و نسق کے مصارف گھٹائے جائیں۔ تفریحات اور (باقی صفحہ ۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ - ۱۴- رجب ۱۳۷۶ھ ۱۵- فروری ۱۹۵۷ء

محبوبِ حقیقی (اللہ تعالےٰ) کی محبت کا ثبوت فقط تعظیمِ شعائر اللہ سے ملتا ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - اللہ تعالےٰ نے روزِ ازل میں قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تھا - وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹

ترجمہ - اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا - اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا - کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں - انہوں نے کہا - ہاں ہے - ہم اقرار کرتے ہیں - کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی - یا کہنے لگو - کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا - اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے - کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے - جو گمراہوں نے کیا -

اس وعدہ کا اثر ہر انسان کے دل میں ہے

ان مذہبی انسانوں کو جانے دیجئے - جن میں مذہب کی طرف دعوت دینے والے پائے جاتے ہیں - مثلاً یہود - نصاریٰ - ہنود وغیرہ ان کے علاوہ دوسری قومیں جن میں مذہب کا نام و نشان بھی نہیں - مثلاً چمار یا پنجاب کی جرائم پیشہ قوم سانہسی یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والی قومیں جن کے ہاں کبھی کوئی معلم اسلام نہیں پہنچا - اُن کو آپ ایک ایسی ہستی کا ماننے والا پائیں گے - جسے نہ انہوں نے نہ اُن کے باپ دادا نے کبھی دیکھا - نہ کبھی اس کی آواز سنی - اور نہ اسے کسی نے ہاتھ سے چھوا - مگر انہیں یقین ہے کہ وہ ہے - اگرچہ اس کا نام مختلف زبانوں میں مختلف لفظوں سے لیا جاتا ہے - جس طرح مہذب قوموں میں خدا یا اللہ کے نام سے اسے یاد کیا جاتا ہے -

اس کے محبوب ہونے کا ثبوت

جسے دیکھا تک نہیں مگر عقیدت کے لحاظ سے وہ محبوب بھی ہے - اس کا ثبوت یہ ہے کہ جن قوموں کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے - جن کے ہاں کوئی آسمانی کتاب نہیں ہے - جن کے ہاں کبھی ہدایت آسمانی کا پیغام نہیں پہنچا ان میں بھی ایک چیز نظر آئے گی کہ جو شخص تارک الدنیا ہو جائے - اور اپنی سمجھ کے مطابق اپنے رب کی یاد میں محو ہو جائے - ہر قوم ایسے لوگوں کا بڑا احترام کرتی ہے - انہیں پنجاب میں "سائیں لوک" کہا جاتا ہے - اور ان کی خدمت کرنا بڑی نیکی خیال کرتے ہیں - معلوم ہوا - کہ اصل میں محبوب اللہ تعالےٰ ہی ہے - پھر جو اس کا ہو کر رہے - وہ بھی اس کی نسبت سے محبوب ہو جاتا ہے -

محبوب کے متعلقات بھی محبوب ہوتے ہیں

یہ قاعدہ کلیہ ہے - کہ محبوب کی مخصوص چیزیں بھی محبوب ہی ہوتی ہیں - مثلاً بچہ اپنی ماں کو محبوب ہوتا ہے - پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ماں بچے کی ہر چیز کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اس کے میلے کچیلے کپڑے کس محبت سے دھوتی ہے - پھر کس طرح تہ کرکے ٹرنک میں رکھتی ہے - جب ایک جوڑا میلا ہو جائے تو اس شیر خوار بچے کو کس طرح پہلا اُتار کر دوسرا محبت سے پہناتی ہے - جب ذرا بڑا ہو جائے - تو کس محبت سے اسے نہلا دُھلا کر پاجامہ - کرتہ پہناتی ہے پھر بڑی محبت سے اس کے سر پر ٹوپی رکھتی ہے - پھر کس محبت کے انداز سے اسے چھوٹا سا جوتا پہناتی ہے - ان سب خدمات میں ماں کو تکلیف محسوس نہیں ہوتی - بلکہ اس خدمت سے اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے -

اسی آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھ

اے مسلمان - محبت کے مذکور الصدر آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھ لے - یہ تو تیرا دعوےٰ ہے کہ میرے دل میں اللہ تعالےٰ کی بڑی محبت ہے شریعتِ محمدیہ کا فیصلہ یہی ہے کہ قیامت کے دن تو دیدارِ الٰہی سے مشرف کیا جائیگا - مگر دُنیا میں تیرے لئے اس ذاتِ پاک کا دیدار محال ہے - اور تو اور بلکہ خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی صحابہ کرام میں اختلاف ہے - کہ آپ کو دیدار الٰہی ہُوا ہے یا نہیں - حدیث شریف میں ایک لفظ آیا ہے - "نورانی اراہ" - ابتداء اسلام میں حروف پر زیر - زبر اور پیش نہیں لکھے جاتے تھے - اس لئے ہمارے اسلاف میں سے بعض محدثین تو فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ اس طرح ہے - "نورٌ اِنّی اَراہُ" ترجمہ - (اللہ تعالےٰ) نور ہے - بیشک میں نے اسے دیکھا ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں - یہ عبارت یوں ہے - "نورٌ اَنّٰی اَراہُ" ترجمہ (اللہ تعالےٰ) نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں -

حاصل - دونوں قولوں میں اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالےٰ کو دیکھنے کا ثبوت یقینی نہیں ہے - اب مسلمان محبتِ الٰہی کا ثبوت فقط اس صورت میں دے سکتا ہے کہ محبوبِ حقیقی کے ساتھ جن چیزوں کو خصوصی تعلق ہے - یعنی جو محض اسی کی ہیں - اور کسی کی نہیں - ان کے ساتھ محبت کی لو لگائے - اور محبت کا حق اس طریقہ سے ادا کرے - جس طرح حضور انور نے حق ادا کیا تھا - اللہ تعالےٰ سے خصوصی تعلق رکھنے والی چیزوں کو شریعت میں شعائر اللہ کہا جاتا ہے - اب شعائر اللہ کی تعظیم اللہ تعالےٰ کی تعظیم سمجھی جائے گی -

امام الاتقیاء والاولیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ کے "باب تعظیم شعائر اللہ" میں فرمایا ہے - "اعلم ان مبنی الشرائع علی تعظیم شعائر اللہ تعالےٰ والتقریب بھا الیہ تعالےٰ" ترجمہ - جان لے کہ

شریعتوں کی بنیاد شعائر اللہ کی تعظیم پر رکھی گئی ہے اور ان شعائر اللہ کے ذریعہ سے قرب الٰہی حاصل کرنے پر رکھی گئی ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ شعائر اللہ کی تعظیم سے انسان اللہ تعالےٰ کے قرب میں پہنچ سکتا ہے جو شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرے گا وہ اللہ تعالےٰ سے دور بلکہ مردود رہے گا۔

شعائر اللہ چار ہیں

فلسفہ کتاب وسنت کی جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ "معظم شعائر اللہ اربعۃ القرآن والکعبۃ والنبی والصلوٰۃ" ترجمہ۔ شعائر اللہ میں سے بڑے درجہ کے چار ہیں۔ قرآن (مجید) اور (خانہ) کعبہ اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نماز۔

قرآن مجید شعائر اللہ میں کیوں ہے

"اَمَّا الْقُرْآنُ فَکَانَ النَّاسُ شَاعَ فِیْمَا بَیْنَھُمْ رَسَائِلُ الْمُلُوْکِ اِلٰی رِعَایَاھُمْ وَکَانَ تَعْظِیْمُھُمْ لِلْمُلُوْکِ مُسَاوِقًا لِتَعْظِیْمِھِمْ لِلرَّسَائِلِ وَشَاعَ صُحُفُ الْاَنْبِیَاءِ وَمُصَنَّفَاتُ غَیْرِھِمْ وَکَانَ تَمَذْھُبُھُمْ لِمَذَاھِبِھِمْ مُسَاوِقًا لِتَعْظِیْمِ تِلْکَ الْکُتُبِ وَتِلَاوَتِھَا وَکَانَ الْاِنْقِیَادُ لِلْعُلُوْمِ وَتَلَقِّیْھَا عَلٰی مَرِّ الدُّھُوْرِ بِدُوْنِ کِتَابٍ یُتْلٰی وَیُرْوٰی کَالْمُحَالِ بَادِیَ الرَّاْیِ فَاسْتَوْجَبَ النَّاسُ عِنْدَ ذٰلِکَ اَنْ تَظْھَرَ رَحْمَۃُ اللہِ فِیْ صُوْرَۃِ کِتَابٍ نَازِلٍ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ وَوَجَبَ تَعْظِیْمُہٗ فَمِنْہُ اَنْ یَّسْتَمِعُوْا لَہٗ وَیُنْصِتُوْا اِذَا قُرِیَٔ وَمِنْہُ اَنْ یُّبَادِرُوْا الْاَوَامِرَہٗ کَسَجْدَۃِ التِّلَاوَۃِ وَکَالتَّسْبِیْحِ عِنْدَ الْاَمْرِ بِذٰلِکَ وَمِنْہُ اَنْ لَّا یَمَسُّوا الْمُصْحَفَ اِلَّا عَلٰی وُضُوْءٍ"

ترجمہ۔ لیکن قرآن مجید (کیوں شعائر اللہ میں ہے) لوگوں میں یہ چیز رائج تھی۔ کہ بادشاہوں کے فرامین ان کی رعایا کی طرف آتے تھے۔ اور ان کے ہاں بادشاہوں کی تعظیم ان کے فرامین کی تعظیم کے تابع تھی (یعنی جس بادشاہ کے فرامین کی عزت کرتے تھے۔ اس بادشاہ کی عزت بھی ان کے دل میں ہوتی تھی۔ اور انبیاء کے صحیفے اور دوسرے لوگوں کی تصنیفات بھی شائع شدہ تھیں۔ اور ان انبیاء کے مذہب کو اختیار کرنا۔ ان کتابوں کی تعظیم اور ان کے پڑھنے کے تابع تھی۔ (یعنی ان انبیاء علیہم السلام کی کتابوں کی تعظیم کرنے اور ان کو پڑھنے ہی سے ان انبیاء علیہم السلام کے مذہب میں وہ لوگ داخل ہوتے تھے۔ اور علوم (ضروریہ) کے تابع ہونا اور مدتہائے مدیدہ کے گذر جانے کے بعد ان علوم کا حاصل کرنا بظاہر ایسی کتاب کے سوا ممکن نہیں تھا جو پڑھی جائے اور روایت کی جائے۔ پس ایسی حالت میں لوگوں نے تقاضا کیا۔ کہ اللہ کی رحمت ایک کتاب کی صورت میں ظاہر ہو۔ جو رب العالمین کی طرف سے نازل ہو۔ اور اس کی تعظیم واجب ہو۔ اس تعظیم کی ایک صورت یہ ہے کہ جب وہ پڑھی جائے تو اسے خاموش ہو کر سنیں۔ یا یہ کہ اس کے حکموں کی تعمیل کرنے میں جلدی کریں۔ مثل سجدۂ تلاوۃ کے۔ اور جب تسبیح کا حکم ہو تو فوراً تسبیح کرنے لگ جائیں۔ اور یا یہ کہ (اس) مصحف (آسمانی) کو وضو کے سوا چھوا نہ جائے۔

حاصل

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا حاصل یہ نکلا۔ کہ آسمان سے ہدایات الٰہیہ کے نازل ہونے کا تقاضا خود فطرت انسانی نے کیا ہے۔ لہٰذا فطرت انسانی کی تکمیل تب ہوگی۔ جب ان ہدایات الٰہیہ کو معمول بہ بنائیگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

کعبۃ اللہ شعائر اللہ میں کیوں ہے

"وَاَمَّا الْکَعْبَۃُ فَکَانَ النَّاسُ فِیْ زَمَنِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَوَغَّلُوْا فِیْ بِنَاءِ الْمَعَابِدِ وَالْکَنَائِسِ بِاسْمِ رُوْحَانِیَّۃِ الشَّمْسِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْکَوَاکِبِ وَصَارَ عِنْدَھُمُ التَّوَجُّہُ اِلَی الْمُجَرَّدِ غَیْرِ الْمَحْسُوْسِ بِدُوْنِ ھَیْکَلٍ یُّبْنٰی بِاسْمِہٖ یَکُوْنُ الْحُلُوْلُ فِیْہِ وَالتَّلَبُّسُ بِہٖ تَقَرُّبًا مِّنْہُ اَمْرًا مُّحَالًا تَدْفَعُہٗ عُقُوْلُھُمْ بَادِیَ الرَّاْیِ فَاسْتَوْجَبَ اَھْلُ ذٰلِکَ الزَّمَانِ اَنْ یَّظْھَرَ رَحْمَۃُ اللہِ بِھِمْ فِیْ صُوْرَۃِ بَیْتٍ یَّطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَتَقَرَّبُوْنَ بِہٖ اِلَی اللہِ فَدُعُوْا اِلَی الْبَیْتِ وَتَعْظِیْمِہٖ ثُمَّ تَنَاقَرْنٌ بَعْدَ قَرْنٍ عَلٰی عِلْمٍ اَنَّ تَعْظِیْمَہٗ مُسَاوِقٌ لِتَعْظِیْمِ اللہِ وَالتَّفْرِیْطَ فِیْ حَقِّہٖ مُسَاوِقٌ لِتَفْرِیْطٍ فِیْ حَقِّ اللہِ فَعِنْدَ ذٰلِکَ وَجَبَ حَجُّہٗ وَاُمِرُوْا بِتَعْظِیْمِہٖ فَمِنْہُ اَنْ لَّا یَطُوْفُوْا اِلَّا مُتَطَھِّرِیْنَ وَمِنْہُ اَنْ یَّسْتَقْبِلُوْھَا فِیْ صَلٰوتِھِمْ وَکَرَاھِیَۃُ اسْتِقْبَالِھَا وَاسْتِدْبَارِھَا عِنْدَ الْغَائِطِ" من باب تعظیم شعائر اللہ تعالےٰ۔

ترجمہ۔ اور کعبہ کا شعائر میں سے ہونا اس لئے قرار پایا۔ کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں لوگوں نے آفتاب اور ستاروں کے نام پر بکثرت عبادتخانے اور کنیسے بنائے تھے۔ ان کی نظر میں کسی ذات مجرد غیر محسوس کی طرف متوجہ ہونا بغیر اس کے محال تھا۔ کہ اس کے نام کی ہیکل بنائی جائے۔ اور اس میں حلول سمجھا جائے۔ اور اس کی پرستش کرنا باعث تقرب سمجھا جائے۔ بظاہر نظر ان کی عقلوں میں اور کوئی بات نہیں آتی تھی۔ اس واسطے اس زمانہ کے لوگوں نے چاہا کہ خدا کی رحمت کا ظہور ایک گھر کے ذریعہ سے ہو، لوگ اس کا طواف کریں۔ اس کی وجہ سے تقرب الی اللہ حاصل کریں۔ اس لئے خدا نے ان کو خانہ کعبہ کی طرف بلایا۔ اور اس کی تعظیم کا حکم دیا۔ اس کے بعد ہر زمانہ میں یہ علم پیدا ہوتا گیا۔ کہ خانہ کعبہ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے۔ اور اس میں کمی کرنا خدا کی خدمت میں کمی کرنا ہے۔ اس لئے خانہ کعبہ کا حج فرض ہوگیا۔ اور اس کی تعظیم کا اس طرح حکم دیا گیا۔ کہ بغیر صفائی اور طہارت کے اس کا طواف نہ کیا جائے۔ نماز میں اس کی طرف منہ کریں۔ اور بول وبراز کے وقت اس کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ خیال کریں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ فطرت انسانی کا ہی یہ تقاضا تھا۔ کہ ایک ایسا مرکز بنایا جائے۔ جس کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ہو۔ اللہ تعالےٰ کا گھر تصور کرکے اس کا طواف کریں اور اس طواف کو قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ خیال کریں۔ اور خدا تعالےٰ کا گھر ہونے کے تصور سے اس کی تعظیم اللہ تعالےٰ کی تعظیم خیال کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کے گھر کا طواف کرنے کے لئے پوری پاکیزگی سے اس کا طواف کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کا گھر ہونے کی عقیدت کے باعث نماز میں اسی کی طرف منہ کریں۔ اور بول وبراز کے وقت اس کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کو بے ادبی سمجھیں انسانوں کے انہیں فطرتی جذبات کے باعث اللہ تعالےٰ نے خانہ کعبہ کو خدا پرستوں کا قبلہ قرار دیا۔ اور ان کے پاکیزہ جذبات کے اظہار کے لئے اسی مقام مقدس کو ان کا ملجأ اور ماوٰی تجویز فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام شعائر اللہ میں

کیوں داخل ہیں۔ "وَاَمَّا النَّبِیُّ فَلَمْ یُسَمَّ مُرْسَلًا اِلَّا تَشْبِیْھًا بِرُسُلِ الْمُلُوْکِ اِلٰی رِعَایَاھُمْ مُخْبِرِیْنَ بِاَمْرِھِمْ وَنَھْیِھِمْ وَلَمْ یُوْجِبْ عَلَیْھِمْ طَاعَتَھُمْ اِلَّا بَعْدَ مُسَاوَقَۃِ تَعْظِیْمِھِمْ لِتَعْظِیْمِ الْمُرْسِلِ عِنْدَھُمْ فَمِنْ تَعْظِیْمِ النَّبِیِّ وُجُوْبُ طَاعَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ وَتَرْکُ الْجَھْرِ عَلَیْہِ بِالْقَوْلِ"

من باب تعظیم شعائر اللہ من الحجۃ اللہ البالغہ

ترجمہ۔ اور نبی کا شعائر الٰہیہ میں سے ہونا۔ پس اس کا نام رسول اس واسطے ہے کہ ان کو بادشاہوں کے ایلچیوں سے مشابہت دی گئی ہے جن کو بادشاہ امرونہی کی اطلاع دینے کے لئے رعایا کی طرف بھیجا کرتے ہیں۔ اور رسولوں کی تعظیم کرنا بھیجنے والے کی تعظیم قرار دی گئی ہے۔ پیغمبر کی تعظیم یہ ہے کہ اس کی اطاعت کو واجب سمجھیں۔ اور اس پر درود بھیجیں۔ اس سے بلند آواز سے گفتگو نہ کریں۔

حاصل

یہ نکلا- کہ انسان کی فطرت کا تقاضا تھا- کہ جس طرح دُنیا کے بادشاہوں کی جانب سے ان کے احکام پہنچانے کے لئے ان کے نمائندے آتے ہیں- اسی طرح شاہنشاہ حقیقی کی طرف سے بھی اس کے نمائندے آئیں- اور وہ اس کی مخلوق کو احکام الٰہی پہنچائیں- اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے والے نمائندے انبیاء علیہم السلام ہیں- اس مقدس جماعت میں سے آخری نمائندے سید المرسلین خاتم النبیین ہیں-

نماز کیوں شعائر اللہ میں داخل ہے

"واما الصلوٰة فیقصد فیھا التشبیہ بحال عبید الملوک عند مثولھم بین یدیہ ومناجاتھم ایاہ وخضوعھم لہ ولذلک وجب تقدیم الثناء علی الدعاء ومواخذة الانسان نفسہ بالھیئات التی یجب مراتھا عند مناجاة الملوک من ضم الاطراف و ترک الالتفات وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احد صلی فان اللہ قبل وجھہ واللہ اعلم

من باب تعظیم شعائر اللہ من حجۃ اللہ البالغہ

ترجمہ- اور نماز کا شعائر میں سے ہونا اس واسطے ہے کہ اس سے مقصود غلاموں کے حال کے ساتھ تشبیہ دینا ہے کہ جب وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہو کر درخواست اور عاجزی کرتے ہیں- اور اس لئے دُعا کرنے سے پہلے حمد و ثنا ضروری ہوئی- اور آدمی کو ایسی ایسی ہیئتیں اختیار کرنا ضروری ہوئیں- جو مناجات کے وقت بادشاہوں کے سامنے اختیار کی جاتی ہیں- یعنی ہاتھ باندھنا اور اِدھر اُدھر التفات نہ کرنا- اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اسی طرف اشارہ ہے- جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے- تو خدا اس کے سامنے ہوتا ہے- واللہ اعلم

حاصل

یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بھیجا جانا خود فطرت انسانی کا تقاضا تھا- کہ جب دُنیا کے بادشاہوں کے بھیجے ہوئے نمائندے ان کی رعایا کے پاس ان کے احکام لیکر آتے ہیں- تو پھر شاہنشاہ حقیقی کی طرف سے بھی نمائندے آنے چاہئیں- اور وہ انبیاء علیہم السلام ہیں-

شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقوےٰ کی دلیل ہے

ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۝ سورہ الحج رکوع ۴ پارہ ۱۷

ترجمہ- بات یہی ہے- اور جو شخص اللہ کی نامزد چیزوں کی تعظیم کرتا ہے- سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے-

قلبی تقویٰ اور ظاہری تقوےٰ

علامہ ابوالفضل سید محمود الوسیؒ نے اپنی تفسیر رُوح المعانی میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں- فرماتے ہیں-

رتَقْیِیْدُ التَّقْوٰی بِالْقُلُوْبِ لِلْاِشَارَةِ اِلٰی اَنَّ التَّقْوٰی قِسْمَانِ تَقْوَی الْقُلُوْبِ وَالْمُرَادُ بِھَا التَّقْوٰی الْحَقِیْقِیَّةُ الصَّادِقَةُ الَّتِیْ یَتَّصِفُ بِھَا الْمُؤْمِنُ الصَّادِقُ وَ تَقْوَی الْاَعْضَاءِ وَالْمُرَادُ بِھَا التَّقْوٰی الصُّوْرِیَّةُ الْکَاذِبَةُ الَّتِیْ یَتَّصِفُ بِھَا الْمُنَافِقُ الَّذِیْ کَثِیْرًا مَّا تَخْشَعُ اَعْضَاءُہٗ وَقَلْبُہٗ سَاہٍ لَاہٍ) الجزء السابع من روح المعانی

ترجمہ (قرآن مجید میں) تقویٰ کے ساتھ دلوں کی قید لگانا اس امر کی طرف اشارہ ہے- کہ تقویٰ کی دو قسمیں ہیں- دلوں کا تقویٰ اور اس سے مراد حقیقی اور سچا تقویٰ ہے جو سچے مومن میں ہوتا ہے- اور دوسری قسم اعضاء (ظاہری) کا تقویٰ ہے- اور اس سے مراد جھوٹا صورت کا تقویٰ ہے- جو منافق میں پایا جاتا ہے- جس کے اعضاء کئی مرتبہ عاجزی کا اظہار کرتے ہیں- حالانکہ اس کا دل (تقویٰ سے) غافل بلکہ ایک (طرح کا) لہو کرنے والا ہے-

حاصل

یہ نکلا- کہ مومن کا شیوہ یہ ہوتا ہے- کہ اس کے دل میں شعائر اللہ کی سچی محبت ہو- اس کے بعد ظاہری اعضاء سے ان کے آداب بجا لائے-

قرآن مجید کا ادب

قرآن مجید ایک علمی کتاب ہے- ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام اقوام عالم کے لئے دُنیا میں عزت دلانے- اور آخرت میں عذاب الٰہی سے بچانے والا دستور العمل ہے- اس کا ادب یہی ہے- کہ مسلمان کے ہر بچے کے لئے اس کی تعلیم لازمی ہونی چاہئے- ابتداءً ناظرہ پڑھایا جائے- جب بچے میں اتنی علمی استعداد پیدا ہو جائے کہ اس کے معنی کو سمجھ سکے- تو پھر بامعنی پڑھایا جائے- فقط اس کی تعلیم حاصل کر لینا کافی نہیں ہے- بلکہ جو جو احکام ہم سے متعلق ہوں- ان پر ساتھ ساتھ عمل بھی کیا جائے-

خانہ کعبہ کا ادب

خانہ کعبہ کا ادب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

(وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۝) سورہ آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴

ترجمہ- اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے- جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو-

حاصل

یہ نکلا- کہ ہر وہ شخص جس کے پاس خانہ کعبہ تک جانے اور آنے کا زادِ راہ ہے- اور جن کا نان و نفقہ اس کے ذمہ ہے- ان کے لئے بھی اتنا روپیہ ہے- کہ اس کے آنے تک وہ بآسانی زندگی بسر کریں گے- تو اس کا فرض ہے- کہ حج کرنے کے لئے ضرور جائے-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے- جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے- اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے-

حاصل

یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰة والسلام کی تابعداری کرے- اور اسی تابعداری کو اپنے لئے دُنیا میں عزت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ خیال کرے- اللھم اجعلنا منھم

جس نے اتباع نہ کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْ وَالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَّ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ - رواہ الترمذی

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے- کہا- رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- البتہ میری اُمّت پر بھی ضرور وہ وقت آئے گا جیساکہ بنی اسرائیل پر آیا تھا- جوتی کے ایک تلہ کے دوسرے تلہ کے برابر ہونے کی طرح- یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلّم کھلّا بدکاری کی تھی- تو میری اُمّت میں بھی ایسا ہوگا- جو یہ کام کرے گا- اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے تھے- اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی- سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے- لوگوں نے عرض کی- یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا- آپ نے فرمایا- جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہ ہیں-

اپنے علماء اور خطباء سے مطالبہ

برادرانِ اسلام- آپ نے ارشاد نبوی سُن لیا- کہ آپ کی اُمّت میں سے یعنی مسلمان کہلانے والے اور کلمہ پڑھنے والے فرقوں میں سے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے- اور فقط حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے طریقہ پر چلنے والا فرقہ بہشت میں جائیگا- مسلمانوں کو چاہئے- کہ وہ اپنے علماء کرام اور اپنی مسجد کے جمعہ کے خطیبوں سے پوچھا کریں کہ حضرت جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں- اور اپنے مخالفین کو کافر فرما رہے ہیں- کیا یہ وہی دین ہے- جو آج سے ۱۳۷۶ سال پہلے حرمین شریفین سے چلا تھا- برادران اسلام اپنے رہبروں سے پوچھنا آپ کا حق ہے- اور ان حضرات کا فرض ہے- کہ آپ کو مطمئن کریں- یہ بھی یاد رہے- کہ تاویلوں یا پھیر پھار کرکے آپ کو مطمئن کرنا چاہیں تو ہرگز خاموش نہ ہوں- بلکہ ان سے صاف اقرار لیجئے کہ کیا یہ دین آپؐ کے مبارک زمانہ میں تھا؟ برادرانِ اسلام- اگر اس طریقہ پر علماء سے سوال کرینگے تو انشاء اللہ تعالےٰ آپ کھرے اور اصلی اور سچّے دین تک یقیناً پہنچ جائیں گے-

نماز کا ادب

برادرانِ اسلام- جس عقل سے آپ دُنیا کا کاروبار چلاتے ہیں- اسی عقل سے اللہ تعالےٰ کے تعلق کو درست رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جائیں گے- اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہشت میں بھی پہنچ جائینگے- اب دیکھئے- اگر کوئی شخص آپ کا کہنا زبان سے مان لیتا ہے- لیکن اس پر عمل نہیں کرتا- تو کیا آپ اس سے راضی ہو سکتے ہیں- اور کیا آپ اسے جھوٹا- فریبی اور مکار نہیں کہیں گے- مثلاً آپ نے نوکر سے کہا- کہ پانی لا دو- اس نے سُن کر کہا- بہت اچھا حضور- مگر پانی نہ لائے- کیا آپ اس کو جھوٹا- فریبی اور غدّار نہیں کہیں گے- اسی پر اللہ تعالےٰ کے تعلق کو قیاس کر لیجئے- اللہ تعالےٰ کا حکم ہے- کہ پانچ وقت (صبح- ظہر- عصر- مغرب- عشاء) کی نماز باقاعدہ اور لازمی طور پر پڑھو- اب ایک شخص اقرار کرے- کہ چونکہ مَیں مسلمان ہوں- اس لئے مجھے پانچوں نمازیں پڑھنی چاہئیں- مگر ایک بھی نہ پڑھے- تو کیا وہ تمہارے نوکر کی طرح جھوٹا مسلمان- فریبی مسلمان- دغاباز مسلمان نہیں کہا جائیگا-

یا ایک یا دو پڑھے

یا مثلاً کوئی مسلمان ایک یا دو نمازیں پڑھے- پانچ پوری نہ پڑھے- تو اس کی مثال ایسی ہے- کہ آپ کے کھانے میں روٹی- سالن اور پانی یہ چیزیں ضروری تھیں- مگر فقط روٹی دے کر چلا جائے- سالن اور پانی نہ لائے- یا مثلاً سالن دے کر چلا جائے- روٹی اور پانی نہ لائے اور بیفکر ہوکر بیٹھ جائے- کیا آپ اس کو غدّار اور بد دیانت ایسے ناموں سے نہیں یاد کریں گے- کیا اس کو شریف اور جنٹلمین کا لقب دے سکتے ہیں؟ اپنا معاملہ اپنے مالکِ حقیقی سے بھی اسی پر قیاس کر لیجئے- وما علینا الا البلاغ-

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو شعائر اللہ کا ادب اور اُن کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے- آمین یا الٰہ العالمین-

اِتّباعِ سُنّت

(از مولانا ضیاء الدین صاحب واہ چھاؤنی)

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

خدا کی محبت اور معرفت اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ اتّباع مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرے- اس کے سوا چارہ کار نہیں- مطابق ارشادِ باری ہے- ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ- اسی ایک آیت پر ہم اکتفا کرتے ہیں- ورنہ آیات و احادیث بکثرت اس سلسلہ میں موجود ہیں- اس مسئلہ پر ہم بزرگانِ دین کے کچھ ارشادات پیش کرتے ہیں- خیر المجالس میں مجلس ۵ میں ہے- حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ذکر اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں کہ متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور ہے قولاً و فعلاً و ارادةً اس لئے کہ محبت خدا بے متابعت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتی-

مجلس ۲۸ میں ہے جو کچھ خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ کرنا چاہئے اور جس سے خدا تعالےٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع کیا اس سے بچنا چاہئے- مجلس ۲۹ میں فرماتے ہیں- لوگوں...

دلیل العارفین مجلس دوم میں ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے فرمایا- کہ جو آدمی شریعت پر ثابت قدم ہوا- اور جو کچھ احکام شرع کے ہیں ان کو بجا لایا اور سرِ مو ان سے تجاوز نہ کیا- تو اس کا مرتبہ آگے کو بڑھتا ہے- یعنی تمام ترقیاں اس پر موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے مجلس ۵ میں فرماتے ہیں کہ علماء کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے-

اسرار الاولیاء اٹھارھویں فصل میں حضرت شیخ فرید الدین رح نے فرمایا کہ اے درویش حدیث شریف میں آیا ہے- کہ فقیہ عالم ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے جو شب کو بیدار رہیں اور دن کو روزہ رکھیں اور عالم کی ایک دن کی عبادت عابد بے علم کی چالیس دن کی عبادت کے برابر ہے-

مکتوبات قدوسیہ مکتوب ۳۶ میں ہے کہ شریعت پر قائم رہو- کیونکہ باطن کی صفائی اور اس جہان کی نجات کے لئے اس وقت بجز شریعت کے کوئی اور شئے حجت اور سبب نہیں-

مکتوب ۴۷ میں ہے جو لوگ شریعت کے احکام سے ہٹ گئے حلال و حرام کی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مجلسِ ذکر

منعقدہ ۱۳- رجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۴- فروری ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

شحّ نفس (خود غرضی) کا علاج

مَیں پہلے بھی عرض کیا کرتا ہوں۔ چونکہ ہر حلقۂ ذکر میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے آج پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ اجتماع اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کی رضاء ہمارا مقصود مطلوب اور محبوب ہو جائے۔ تاکہ ہم دُنیا سے رخصت ہونے سے پہلے امراض روحانی سے شفایاب ہو جائیں اگر امراض روحانی سے اس جہان میں شفا نہ ہوئی تو قبر جہنّم کا گڑھا بن جائیگی۔

اس قسم کی مجالس کے سوا امراض روحانی کی اطلاع کوئی نہیں دے سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ گاہے بگاہے ضمناً کوئی کچھ کہہ دے۔ جیسے امراض جسمانی کے متعلق ڈاکٹر اور اطبّاء ہی وثوق سے کچھ بیان کرسکتے ہیں لیکن بعض بیماریوں کے نسخے دوسروں کو بھی یاد ہوتے ہیں۔ جتنی جسمانی بیماریاں ہیں ڈاکٹروں اور اطبّا کو ان کا علم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اساتذہ کے ہاں مدت تک ان کی تعلیم حاصل کی ہے۔ یہی حال روحانی بیماریوں کا ہے۔ ہماری اکثریت جاہلوں کی ہے۔ ان کے علاوہ اسکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ بھی ان امراض سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ ان سے اُوپر ہمارے علمائے کرام ہیں یہ مبالغہ نہ ہوگا اگر مَیں یہ کہوں کہ علمائے کرام میں بھی اکثر ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان امراض روحانی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ امراض روحانی کے ماہر اولیائے کرام ہوتے ہیں۔

تصوّف شریعت کا جزو ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

(ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ الآیۃ۔ سورۃ الجمعۃ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے)

طہارت ظاہری پاکیزگی اور تزکیۂ باطن کی پاکیزگی کا نام ہے

علمائے کرام تعلیم کتاب اور صوفیائے عظام تزکیۂ نفس کا کام سر انجام دے رہے ہیں دونوں خادمِ دین ہیں۔ مَیں تو شروع سے چلتا ہوں۔ قرآن مجید کے کاتب۔ ائمہ یا حفاظ مکاتب۔ علماء اور ان سب کے اُوپر صوفیائے عظام کا درجہ ہے۔ ہم سب کے ممنون احسان ہیں کہ ان کی برکت سے قرآن مجید کے نقوش معانی و مطالب۔ اس کا قال۔ اس کا حال ہم تک پہنچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

یہ یاد رکھئے کہ رنگ فروش اور ہوتے ہیں اور رنگ ساز اور۔ علمائے کرام رنگ فروش ہیں اور صوفیائے عظام رنگ ساز ہیں۔ اور رنگ ہے قرآن۔

(صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً الآیۃ۔ سورۃ البقرہ رکوع ۱۶ پ ۱

ترجمہ۔ اللہ کا رنگ۔ اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے)

جس پر قرآن کا رنگ چڑھ جائے۔ وہ سوہنا ہو جاتا ہے۔ سوہنا کے معنی سیرت کا سوہنا۔ جیسے کسی نے کہا ہے ؎

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

آج کل رنگ یہاں بنتا ہے لیکن ہمارے پاکستانی ہر معاملہ میں بد دیانتی کرتے ہیں اس لئے یہاں کا بنا ہوا رنگ اچھا نہیں ہوتا پہلے ولایت سے رنگ آیا کرتا تھا۔ والی کا ملک ولایت کہلاتا ہے۔ چونکہ ہز میجسٹی لندن میں رہتے ہیں اس لئے ان کی قیامگاہ ولایت کہلاتی ہے۔ ہمارا والی اللہ تعالےٰ ہے

(ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ۔ (سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ اللہ ان کا حامی ہے۔ جو ایمان لائے)

اللہ تعالےٰ عرش معلّٰے پر ہیں۔

(اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ الآیۃ۔ سورہ الرعد رکوع ۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور پھر عرش پر قائم ہُوا)

قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں

بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ۙ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ سورہ البروج پ ۳۰

ترجمہ۔ بلکہ قرآن ہے بڑی شان والا۔ لوح محفوظ میں لکھا ہُوا ہے۔) قرآن مجید اس ولایت سے آیا ہُوا رنگ ہے۔

مدارس عربیہ میں علمائے کرام اس سے عبور کر آتے ہیں۔ اس کا ان پر رنگ نہیں چڑھتا۔ جلالین شریف کا ایک گھنٹہ میں ایک پارہ پڑھایا جا سکتا ہے۔ مَیں خود پڑھایا کرتا ہوں۔ جلالین شریف پڑھائی جاتی ہے قرآن مجید میں غور و تدبّر نہیں کرایا جاتا۔ صبح کے درس میں قرآن مجید پڑھایا کرتا ہوں۔ درس میں پہلی دفعہ قرآن مجید اٹھارہ سال میں ختم ہُوا تھا۔ کتب حدیث شریف کے بھی روزانہ ۴۰۔ ۵۰ بلکہ ۶۰ ورقے پڑھائے جاسکتے ہیں اس طرح علمائے کرام کتاب و سُنّت سے عبور کر جاتے ہیں۔ جیسے مسافرات کو خیبر میل میں راوی۔ چناب۔ جہلم اور اٹک سب دریا عبور کر جاتا ہے اور اس کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ کب اور کس وقت یہ دریا گزر گئے۔

امراض روحانی کا تذکرہ کتاب و سُنّت میں آتا ہے۔ لیکن جیسے مَیں عرض کر گیا ہوں ان کا احساس علمائے کرام کو بھی نہیں ہوتا۔ امراض روحانی بے انتہا ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک مہلک ہے۔ اگر ان کو ساتھ لے کر قبر میں داخل ہُوئے تو قبر جہنّم کا گڑھا بن جائیگی۔ علمائے کرام ۱۳ منطق کی کتابیں پڑھ کر آتے ہیں۔ کیا کوئی عالم ایسا ہے جو ایک جاہل کو اپنے سے اچھا سمجھے؟ یہی غمط الناس ہے۔ پچھلے دنوں جب میں واہ چھاؤنی گیا تھا تو وہاں مَیں نے نوجوان علماء کے سامنے یہی بات کہی تھی۔ حضرت مولانا حافظ سلطان محمود صاحب بھی پاس ہی تشریف فرما تھے۔ وہ فرمانے لگے۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان امراض روحانی سے شفایاب ہو کر دُنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن قتادہ عن انس بن مالک عن مالک
بن صعصعۃ ان نبی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حدثہم عن لیلۃ اسری
بہ بینما انا فی الحطیم وربما قال
فی الحجر مضطجعا اذ اتانی آت
فشق ما بین ہذہ الی ہذہ یعنی
من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج
قلبی ثم اتیت بطست من ذہب
مملوا ایمانا فغسل قلبی ثم حشی
ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل
البطن بماء زمزم ثم ملئ ایمانا
وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون
البغل وفوق الحمار ابیض فقال لہ
البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ
فحملت علیہ فانطلق بی جبرئیل حتی
اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من ہذا
قال جبرئیل قیل ومن معک قال
محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم
قیل مرحبا بہ فنعم المجئ جاء ففتح
فلما خلصت فاذا فیہا آدم فقال ہذا
ابوک آدم فسلم علیہ فسلمت علیہ
فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح
والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء
الثانیۃ فاستفتح قیل مَنْ ہذا قالَ
جبرئیل قیل ومن معک قال محمد
قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل
مرحبا بہ فنعم المجئ جاءَ ففتح فلما
خلصت اذا یحیی وعیسی وہما ابنا
خالۃ قال ہذا یحیی وہذا عیسی
فسلم علیہما فسلمت فردا ثم قالا
مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح
ثم صعد بی الی السماء الثالثۃ
فاستفتح قیل مَنْ ہذا قالَ جبرئیل
قیل ومن معک قال محمد قیل وقد
ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ
فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت اذا
یوسف قال ہذا یوسف فسلم علیہ
فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی حتی
الی السماء الرابعۃ فاستفتح قیل من
ہذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال
محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم
قیل مرحبا بہ فنعم المجئ جاء
ففتح فلما خلصت فاذا ادریس فقال
ہذا ادریس فسلم علیہ فسلمت علیہ
فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی
الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء
الخامسۃ فاستفتح قیل من ہذا قال
جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل
وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا
بہ فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت
فاذا ہارون قال ہذا ہارون فسلم
علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا
بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد
بی حتی اتی السماء السادسۃ فاستفتح
قیل من ہذا قال جبرئیل قیل ومن
معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ
قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجئ
جاء ففتح فلما خلصت فاذا موسی
قال ہذا موسی فسلم علیہ فسلمت
علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح
والنبی الصالح فلما جاوزت بکی قیل
لہ ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث
بعدی یدخل الجنۃ من امتہ اکثر
ممن یدخلہا من امتی ثم صعد بی الی
السماء السابعۃ فاستفتح جبرئیل
قیل من ہذا قال جبرئیل قیل ومن معک
قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال
نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجئ جاء
فلما خلصت فاذا ابراہیم قال ہذا
ابوک ابراہیم فسلم علیہ فسلمت
علیہ فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن
الصالح والنبی الصالح ثم رفعت الی
سدرۃ المنتہی
(ونبقہا مثل قلال ہجر واذا ورقہا مثل اذان الفیلۃ قال ہذا سدرۃ المنتہی فاذا)
فاذا اربعۃ انہار نہران
باطنان ونہران ظاہران قلت ما ہذان
یا جبرئیل قال اما الباطنان فنہران
فی الجنۃ واما الظاہران فالنیل والفرات
ثم رفع لی البیت المعمور ثم اتیت باناء
من خمر واناء من لبن واناء من عسل
فاخذت اللبن قال ہی الفطرۃ انت علیہا
وامتک ثم فرضت علی الصلوۃ خمسین
صلوۃ کل یوم فرجعت فمررت علی موسی
فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوۃ
کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین
صلوۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت
الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل
اشد المعالجۃ فارجع الی ربک
فسلہ التخفیف لامتک فرجعت فوضع عنی
عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ
فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت
الی موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی
عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت
فوضع عنی عشرا فامرت بعشر صلوات
کل یوم فرجعت الی موسی فقال مثلہ
فرجعت فامرت بخمس صلوات کل
یوم فرجعت الی موسی فقال بما امرت
قلت امرت بخمس صلوات کل یوم قال
ان امتک لا تستطیع خمس صلوات کل
یوم وانی قد جربت الناس قبلک و
عالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع
الی ربک فسلہ التخفیف لامتک قال
سالت ربی حتی استحییت ولکنی ارضی
واسلم قال فلما جاوزت نادی
مناد امضیت فریضتی وخففت عن
عبادی متفق علیہ ۔

ترجمہ :۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ مجھے
انسؓ بن مالکؓ نے بیان کیا اور انسؓ
کہتے ہیں کہ ان سے مالک بن صعصعہؓ نے بیان کیا
کہ نبیؐ نے اس رات کا حال صحابہؓ سے
بیان فرمایا۔ جس میں آپ کو (آسمان پر) لے
جایا گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں حطیم
یا حجر (کعبہ) میں تھا یعنی لیٹا ہوا تھا۔ کہ
ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور یہاں سے
یہاں تک میرے سینے کو چیرا۔ مالکؓ نے
کہا کہ رسول اللہؐ نے گردن کے گڑھے سے
ناف تک اشارہ کرکے فرمایا کہ یہاں سے
یہاں تک میرے سینہ کو شق کیا اور پھر فرمایا
کہ پھر میرے دل کو نکالا۔ پھر سونے کا ایک
طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور
اس میں میرے دل کو دھویا۔ پھر دل میں
(خدا کی محبت) بھری گئی اور پھر دل کو سینہ
کے اندر رکھ دیا گیا اور ایک روایت میں
یہ الفاظ ہیں کہ پھر میرے پیٹ کو دھویا
گیا زمزم کے پانی سے۔ پھر اس میں ایمان
و حکمت کو بھرا گیا اور اس کے بعد سواری
کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے
سے اونچا تھا۔ یہ جانور سفید رنگ کا تھا،
اور اس کا نام براق تھا (یعنی بجلی کی طرح
دوڑنے والا) اس کا ایک قدم حد نظر تک
اٹھتا تھا۔ پھر مجھ کو اس پر سوار کیا گیا۔
پھر جبرئیل مجھ کو لے کر چلے۔ یہاں تک کہ

[illegible] آسمان دنیا کے نیچے پہنچا - جبرئیل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا پوچھا گیا کون ہے - جبرئیل نے کہا میں جبرئیل ہوں - پھر پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے ؟ - انہوں نے کہا محمدؐ ہیں - پھر پوچھا گیا - ان کو بلایا گیا ہے - انہوں نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا محمدؐ کو مرحبا آنے والا اچھا ہے - [illegible] کا آنا مبارک - اس کے بعد آسمان کا [illegible] دروازہ کھول دیا گیا - جب میں آسمان کے [illegible] اندر داخل ہوا تو میں نے آدم علیہ السلام کو [illegible] بیٹھا - جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو - میں نے سلام کیا - آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا - نیک بخت بیٹے اور نبی صالح مرحبا - اس کے بعد جبرئیلؑ مجھ کو لے کر [illegible] مجھ کو آگے بڑھے اور دوسرے آسمان پر [illegible] آئے اور اس کو کھولنے کا مطالبہ کیا - پوچھا [illegible] کون ہے - جبرئیلؑ نے کہا میں ہوں جبرئیلؑ پھر پوچھا اور تمہارے ساتھ کون ہے - جبرئیل نے کہا محمدؐ ہیں - پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے - جبرئیل نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا محمدؐ پر مرحبا - آنے والے کا آنا مبارک ہو - اس کے بعد دروازہ کھولا گیا - [illegible] دوسرے آسمان پر پہنچا - دیکھا تو یحییٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کھڑے ہیں جو ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے - جبرئیل نے کہا یہ یحییٰؑ ہیں اور یہ عیسیٰؑ ہیں ان کو سلام کرو - میں نے دونوں کو سلام کیا دونوں نے [illegible] سلام کا جواب دیا اور کہا - نیکبخت بھائی اور [illegible] صالح نبی کا آنا مبارک ہو - اس کے بعد جبرئیلؑ مجھ کو آگے لے چلے - تیسرے آسمان کی طرف اور اس کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھولنے کے لئے کہا - پوچھا گیا کون ہے ؟ جبرئیلؑ نے کہا - میں ہوں جبرئیلؑ - پھر پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے ؟ جبرئیلؑ نے [کہا] محمدؐ ہیں - پوچھا گیا - کیا ان کو بلایا گیا ہے [جبر]ئیلؑ نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا محمدؐ پر [مرح]با - ان کا آنا مبارک ہو - یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا - اور میں تیسرے آسمان پر پہنچا دیکھا تو یوسف علیہ السلام وہاں کھڑے ہیں - جبرئیلؑ نے کہا یہ یوسفؑ ہیں - ان کو سلام کرو - میں نے سلام کیا - یوسفؑ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نیکبخت بھائی اور صالح نبی مرحبا - پھر جبرئیل مجھ کو لے کر چلے اور چوتھے آسمان کے دروازہ پر پہنچکر اس کے کھولنے کے لئے کہا - پوچھا گیا کون ہے ؟ جبرئیلؑ نے کہا میں جبرئیل ہوں - پھر پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے - جبرئیل نے کہا محمدؐ ہیں - پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے - جبرئیلؑ نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا - محمدؐ کا آنا مبارک ہو - بہترین آنے والا ہے - اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا اور میں چوتھے آسمان میں داخل ہوا - تو دیکھا ادریسؑ وہاں کھڑے ہیں - جبرئیلؑ نے کہا یہ ادریسؑ ہیں ان کو سلام کرو - میں نے سلام کیا - انھوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش نصیب بھائی اور صالح نبی مرحبا - پھر جبرئیلؑ مجھ کو پانچویں آسمان کی طرف لے چلے - دروازہ پر پہنچ کر دروازہ کھولنے کے لئے کہا - پوچھا گیا کون ہے - جبرئیل نے کہا - میں ہوں جبرئیل - پھر پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے - جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہیں - پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے - جبرئیلؑ نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا محمدؐ پر مرحبا - بہترین آنے والا آیا اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا - اور ہم پانچویں آسمان پر پہنچے - تو وہاں ہارونؑ کھڑے تھے - جبرئیلؑ نے کہا - یہ ہارونؑ ہیں ان کو سلام کرو - میں نے سلام کیا - انھوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش نصیب بھائی اور صالح نبی کا آنا مبارک ہو - پھر جبرئیلؑ مجھ کو چھٹے آسمان کی طرف لے چلے اور دروازہ پر پہنچکر اس کو کھلوانے کا مطالبہ کیا - پوچھا کون ہے - جبرئیلؑ نے کہا - میں جبرئیلؑ ہوں - پھر پوچھا اور تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا محمدؐ ہیں - پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے - جبرئیلؑ نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا ان کا آنا مبارک ہو - اچھا آنے والا آیا - اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا اور میں چھٹے آسمان پر پہنچا - تو وہاں موسیٰؑ کھڑے ہیں - جبرئیل نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں ان کو سلام کرو - میں نے سلام کیا - انھوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - خوش نصیب بھائی اور نبی صالح کو مرحبا - جب میں یہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰؑ رو پڑے - پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں ؟ موسیٰ نے کہا - ایک نوجوان لڑکا میرے بعد بھیجا گیا اور اُس کی امت کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے - پھر جبرئیلؑ مجھ کو ساتویں آسمان کی طرف لے چلے اور دروازہ پر پہنچ کر اس کو کھلوایا - پوچھا گیا کون ہے - جبرئیل نے کہا - میں جبرئیل ہوں - پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے - جبرئیل نے کہا محمدؐ ہیں - پھر پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے - جبرئیلؑ نے کہا ہاں - فرشتوں نے کہا - محمدؐ کو مرحبا - اچھا آنے والا آیا - اس کے بعد دروازہ کھولا گیا تو دیکھا ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہیں - جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیمؑ ہیں - ان کو سلام کرو - میں نے سلام کیا - انھوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نیک نصیب بیٹے اور صالح نبی کا آنا مبارک ہو - پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا - میں نے دیکھا کہ سدرۃ المنتہیٰ کے پھل یعنی بیر مقام ہجر کے مٹکوں کے برابر ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر ہیں - جبرئیلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے - میں نے دیکھا کہ وہاں چار نہریں تھیں - دو نہریں پوشیدہ اور دو نہریں ظاہر ہیں - میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ دو قسم کی نہریں کیسی ہیں - جبرئیلؑ نے کہا یہ دو نہریں جو مخفی ہیں بہشت کی نہریں ہیں (یعنی کوثر و سلسبیل) اور یہ دو نہریں جو ظاہر ہیں - نیل اور فرات ہیں - اس کے بعد مجھ کو بیت معمور دکھایا گیا (یعنی وہ خانہ خدا جو بالکل خانہ کعبہ کے اوپر ساتویں آسمان میں ہے) پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے ان میں سے دودھ کا برتن لے لیا - جبرئیل نے کہا دودھ فطرت ہے - یعنی وہ فطرت جس پر آپ اور آپ کی اُمت ہے - (اس سے مراد دین اسلام ہے) اس کے بعد مجھ پر نماز فرض کی گئی - یعنی رات اور دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں - پھر میں واپس ہوا اور موسیٰؑ کے پاس آیا - موسیٰؑ نے پوچھا تم کو کیا حکم دیا گیا ہے - میں نے کہا مجھ کو رات دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے - موسیٰؑ نے کہا تمہاری اُمت رات دن میں پچاس نمازیں ادا کرنے کی قوت نہیں رکھتی - خدا کی قسم میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنو اسرائیل کی اصلاح و معالجہ میں کافی کوشش کر چکا ہوں - لیکن وہ اصلاح پذیر نہیں ہوئے - تم اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے لئے تخفیف چاہو - چنانچہ میں پھر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور دس نمازیں کم کر دی گئیں میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اور انھوں نے پھر یہی کہا - میں پھر دربار الٰہی میں حاضر ہوا اور دس نمازیں کم کر دی گئیں - میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اور انھوں نے پھر یہی کہا - میں پھر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا اور دس نمازیں اور کم کر دی گئیں میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اور انھوں نے پھر بھی یہی کہا - میں پھر دربار خداوندی میں

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسبِ حلال

(از جناب عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا

دُنیا کی تمام چیزیں اِسی لئے پیدا کی گئی ہیں کہ اِنسان اُن سے مناسب طریقہ سے نفع اُٹھا کر خالقِ جلّ و علا کی عبادت، وفاداری اور شکر گزاری میں مشغول ہو۔ اس اعتبار سے دُنیا کی تمام نعمتیں اصل میں مُومنین و مُطیعین ہی کے لئے پیدا ہُوئی ہیں۔ البتہ کافروں کو بھی ان چیزوں سے روکا نہیں گیا۔ وہ بھی اپنے اعمال و تدابیر سے دُنیوی مفاد حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ جب اہلِ ایمان قوّتِ ایمان و تقوٰی میں کمزور ہوں۔ تو یہ غاصبین اپنی عملی تگ و دو میں بظاہر زیادہ کامیاب معلوم ہوتے ہیں۔ جسے کچھ تو کافروں کے فانی عملوں کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے اور کچھ مومنین کے حق میں تنبیہ۔ آخرت کی نعمتیں تو خالص ایمانداروں کا حصہ ہیں۔ جو ہر قسم کی کدورتوں سے خالی ہونگی۔

خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تونگر بنا دے لیکن اس کی حکمت نہیں چاہتی کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان و تمرّد اختیار کر کے دُنیا میں اُودھم مچا دیتے۔ نہ خدا کے سامنے جُھکتے نہ اس کی مخلوق کو خاطر میں لاتے۔ جو سامان دیا جاتا کوئی اُس پر قناعت نہ کرتا۔ حرص اور زیادہ بڑھ جاتی جیسا کہ ہم موجودہ زمانہ میں عموماً خوشحال لوگوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جتنا آ جائے اُس سے زیادہ کے طالب رہتے ہیں۔ کوشش اور تمنّا یہ ہوتی ہے کہ سب کے گھر خالی کر کے اپنا گھر بھر لیں۔ ظاہر ہے کہ ان جذبات کے ماتحت عام غنا اور خوشحالی کی صورت میں کیسا عام اور زبردست تصادم ہوتا اور کسی کو کسی سے دبنے کی کوئی وجہ نہ رہتی۔ بہر حال دُنیا کو بحالتِ موجودہ جس نظام پر چلانا ہے اُس کا مقتضٰی یہی ہے کہ غِنا عام نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر ایک کو اُس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا مناسب ہو جانچ تول کر دیا جائے اور یہ خُدا ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کیا صورت زیادہ اچھی ہے۔ کیونکہ سب کے اگلے پچھلے حالات اُسی کے سامنے ہیں

وجہ معاش کے لئے اسلام نے تجارت پر زور دیا ہے اُس کو قرآن میں جابجا فضل، رحمت، ستونِ حیات اور انسانی قیام کے نام سے موسوم کیا۔ بلکہ دولت کے پیدا کرنے، بڑھانے، اور خرچ کرنے کے ایسے آسان طریقے بتائے جس سے بہتر آج تک دُنیا کا کوئی ماہر اقتصادیات کوئی فلاسفر اور کوئی حکیم بھی نہ بتا سکا اور نہ بتا سکتا ہے۔ روپیہ پیدا کرنے میں چونکہ تجارت کو سب سے زیادہ دخل ہے اور سب سے زیادہ نفع خیز پیشہ بھی یہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس حصّے رزق میں سے نو حصّے رزق صرف تجارت میں ہے۔

حلال روزی کیا ہے؟

رزق طیّب کے معنی حلال رزق کے ہیں۔ وہ رزق جو قوّتِ بازو سے کمایا جائے۔ سچائی سے حاصل کیا جائے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہر انسان اپنے عمل کی دیانت اور بازو کی قوت پر زندہ رہے۔ مَنْ سَعٰی عَلٰی عَیَالِہٖ فَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (طبرانی) جس شخص نے اپنے اہل و عیال کے لئے دوڑ دھوپ کی وہ راہِ حق کا مجاہد ہے۔ دوسری جگہ فرمایا خدا تعالےٰ پیشہ ور بندے کو محبوب رکھتا ہے۔ ابن حبان کی حدیث ہے۔ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا جَعَلَ رِزْقَہٗ کِفَافًا۔ جب خدا تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو اُسے حسبِ حاجت رزق عطا فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔

عبادتِ الٰہی کے دس حصّے ہیں ان میں نو حصّے طلبِ حلال اور کسبِ معاش ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ باقی ایک حصّہ میں نماز، روزہ، تہجد اور دوسرے ورد و ظائف شامل ہیں۔

ایک دن حضرت سعد رضؓ ... اور بہشت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ ... ہے کہ فرمائیں کہ خدا تعالےٰ میر ... فرمائے اثر قبول فرمائے۔ فرمایا ... ری مثال رزقِ حلال کھاؤ تمہاری ... اعلیٰ درجہ اعمال میں سب ... ت کر لیتا حلال طریق سے ر ... شفایاب کوشش کرتا ہے۔ رتبہ ... کو جہاد بھی فرمایا۔ رہبر ... نے اور اس کمائی کو جس ... ظلم ... دھوکہ کو دخل ہو اچھا نہیں ...

اسلام نے جُوا، رشوت ... چوری اور سُود کو اس لئے حرام ... ہے کہ ان میں انسان اپنی ... یہ کرنے کے بغیر دولتمند بننے کی ... میں کرتا ہے۔ سورہ نساء میں ... بچّے اور بچّیوں کے سرپرستی ... اُن کے مال ہضم نہ کریں۔ بخا ... میں ہے جو شخص کسی ایک کی بالشت ... زمین غصب کرتا ہے وہ قیامت ... دن زمین میں دھنسایا جائیگا۔

پیغمبرِ اسلام نے گری پڑی چیز ... استعمال سے بھی منع فرمایا ہے ... فرمایا کہ اس کا اعلان دو سال ... رہو۔ اگر پھر بھی مالک نہ آئے تو اُس ... گن کر اپنے مصرف میں لے آ ... مالک مل جائے تو اُس کو دے د ...

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں ... صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کبھی ... اپنے گھر جاتا ہوں تو بستر پر کھجور ... ہوئی مل جاتی ہیں۔ میں اُن کو کھانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ لیکن پھر یہ خیال آتا ہے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہوں اس ... سے میں اُن کو چھوڑ دیتا ہوں۔

حضرت مقدام رضؓ کہتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے۔ کوئی شخص اپنے ہاتھ کے کمائے ہوئے سے عمدہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھیک کے لقمہ کو دوزخ کا لقمہ قرار دیا تھا۔ تم میں سے جو شخص بلا ضرورت بھیک مانگتا ہے تو جب وہ خدا کے سامنے جائے گا تو اُس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔

صدقہ آدمی کے فطری احساسات کو مردہ کر دیتا ہے اور تجربہ شاہد ہے

... داری، عزّت ... نے عرض کیا ...
... ت سے خالی ... ہیہ وسلّم آپ دُعا
... یری دعاؤں کو ...
... سلّم کے ... اے سعد!
... روں کے ... کو دُعا قبول ہو جائیگی-
... ت حسن رضو ... افضل عمل
... کھیلا کرتے- ... اصل کر ...
... کسی نے کھیلتے ... ات میں ...
... ایک کھجور رکھ لی-
... علیہ وسلم نے دیکھ پایا ... منہ سے کھجور نکال کر فرمایا تجھ
... ہے کہ آلِ محمدؐ کے واسطے
صدقہ جائز نہیں ہے-

... لیٰ پاک ہے اور سوائے
... کے کسی چیز کو قبول
... اللہ تعالیٰ نے جو حکم اپنے پیغمبروں کو
... مانوں کو دیا- فرمایا اے رسولو!
... حلال چیزیں کھاؤ- اور اچھے
... و- اسی طرح مسلمانوں کو فرمایا-
... ایماندارو! پاکیزہ مال اور حلال
... ہم نے تمہیں دیا ہے کھاؤ- پھر
... نے اس شخص کا ذکر فرمایا جس نے
... طویل سفر کیا بال بکھر گئے- چہرہ
... ہوا اور جو اپنے دونوں ہاتھ
... عا کے لئے اللہ کی طرف پھیلاتا ہے اور
... رب یارب کرتا ہے- لیکن حرام کھاتا
... حرام پیتا ہے- حرام پہنتا ہے-
... کا بدن حرام غذا سے پالا گیا
... پس ایسے شخص کی دُعا کہاں قبول
... ہے- مسافر اور مصیبت زدہ شخص
... کی قبولیّت کا وعدہ فرمایا گیا ہے-
اگر کھانا پینا حرام کی کمائی سے ہے
... میں دوسرے کا حق شامل ہے تو
... کی دُعا بھی قبول نہ ہوگی-

تکبّر کی جڑ مال ہے

طعنہ زنی اور عیب جوئی کا منشاءِ تکبّر ... تکبّر کا سبب مال- جس کو حرص کے مارے انسان ہر طرف سے سمیٹتا ہے- اور بخل کے مارے گن گن کر رکھتا ہے کہ کہیں کوئی پیسہ خرچ نہ ہو جائے یا نکل کر بھاگ نہ جائے- اکثر بخیل مالداروں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بار بار روپیہ شمار کرتے اور حساب کرتے رہتے ہیں- اسی میں اُن کو مزہ آتا ہے- وہ سمجھتا ہے کہ مال اس سے کبھی جُدا نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ اُس کو آفاتِ ارضی و سماوی سے بچاتا رہے گا- یہ خیال محض غلط ہے- مال تو قبر تک بھی ساتھ نہ جائے گا- آگے تو کیا کام آتا- سب دولت یونہی پڑی رہ جائے گی- اور اس بدبخت کو اُٹھا کر دوزخ میں پھینک دیا جائیگا-

سو انسان کو مال جائز اور حلال طریقہ سے جمع کرنا چاہئے- اور اس میں سے صدقاتِ واجبہ نکالنے چاہئیں اور تکبّر ہرگز نہیں کرنا چاہئے اور کسی کو حقیر اور ذلیل سمجھنا نہیں چاہئے- اور نہ ہی کسی کی عیب جوئی اور طعنہ زنی کیجائے

لوگوں کی کمائی بھی طرح طرح پر ہے جس طرح اللہ تعالےٰ نے دُنیا میں رات اور دن، نر اور مادہ، مختلف اور متضاد چیزیں پیدا کی ہیں اسی طرح اُن کے اعمال اور کوششیں بھی مختلف و متضاد بنائی ہیں- ضروری ہے کہ ان مختلف اعمال و مساعی پر ثمرات و نتائج بھی مختلف ہی مرتب ہونگے-

پُورا پُورا ماپ اور تول کرو

(۱) فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ پ۸ رکوع ۱۸

ترجمہ- سو پوری کرو ماپ اور تول- اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو اُن کی چیزیں-

حضرت شعیبؑ نے علاوہ توحید وغیرہ کی عام دعوت کے خاص معاشری معاملات کی اصلاح اور حقوق العباد کی حفاظت کی طرف بڑے زور سے توجہ دلائی- آپ اہلِ مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف بھیجے گئے تھے- ان دونوں قوموں میں کم تولنے ناپنے کا مرض مشترک ہوگا (شعیب علیہ السلام کو کمال فصاحت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے)

بندوں کے حقوق کی رعایت اور باہمی معاملات کی دُرستی جس کی طرف ہمارے زمانہ کے پرہیزگاروں کو بھی بہت کم توجہ ہوتی ہے- خدا کے نزدیک اس قدر اہم چیز ہے کہ اُسے ایک جلیل القدر پیغمبر کا مخصوص وظیفہ قرار دیا گیا- جس کی مخالفت پر ایک قوم تباہ کی جاچکی- آپ کی زبانی آگاہ فرمایا کہ لوگوں کو ادنیٰ ترین مالی نقصان پہنچانا اور ملک میں اصلاحی حالت قائم ہوچکنے کے بعد خرابی اور فساد پھیلانا خواہ کفر و شرک کرکے قتل و نہیب وغیرہ سے- یہ کسی ایماندار کا کام نہیں ہوسکتا-

ان لوگوں پر ظُلّہ- صیحہ اور رجفہ تین طرح کے عذاب آئے- اول بادل نے سایہ کر لیا- جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں- پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگرپاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا-

شعیب علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ خدا نے تمہیں فراغت اور آسودگی عنایت کی تو ڈرتے رہو- کہیں نافرمانی سے چھن نہ جائے اور آسائش و خوشحالی سلب ہوکر دُنیوی یا اُخروی عذاب مسلّط نہ کر دیا جائے- صرف ماپ تول میں نہیں بلکہ کسی چیز میں بھی لوگوں کے حقوق تلف مت کرو- حقوق تلف کرنا فساد مچانے کے برابر ہے-

(۲) وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ○ پ۳۰ ع ۸

ترجمہ- خرابی ہے گھٹانے والوں کی- وہ لوگ کہ جب ماپ کرلیں لوگوں سے تو پُورا بھر لیں- اور جب ماپ کر دیں ان کو یا تول کر- تو گھٹا کر دیں-

ناپنے میں بھی کم ناپتے ہیں اور تولنے میں بھی کم تولتے ہیں- اگر انہیں خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اُٹھنا ہے- اور اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے تو وہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے-

معاملات میں خیانت اور بے انصافی ہرگز نہیں ہونی چاہئے جس طرح لینے کے وقت پُورا تول کر لیتے ہو دیتے وقت بھی پُورا ناپ تول کر دینا چاہئے-

(۳) وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ پارہ ۲ رکوع ۷

ترجمہ- اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق-

چوری، خیانت، دغا بازی، رشوت، ڈاکہ، جُوا بازی، ناجائز بیع اور سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے- ظالم حاکموں کو اپنا مال بطریقِ رشوت نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھالو- جھوٹی گواہی دے کر، یا جُھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کرکے کسی کا مال نہ کھاؤ-

(۴) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ پ۱۰ ع۳

ترجمہ- بے شک اللہ تعالےٰ کو خیانت کرنے والے پسند نہیں آتے-

کوئی چوری اور خیانت نہ ہو- حق تعالےٰ خیانت کی کارروائی کو خواہ کفّار کے ساتھ ہو- پسند نہیں کرتا-

زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج ہو اُس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُسلمان عورت کے فرائض

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد۔ مسلمان بہنو! یاد رکھو۔ دُنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ایک دُوسرا جہان ہے۔ جہاں جاکر ہمیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اس جہان کا نام عالمِ آخرت ہے۔ اس سے پہلے دُنیا اور آخرت کے درمیان زندگی کا ایک دور ہے۔ جسے عالمِ برزخ کہا جاتا ہے

پیاری بہنو! تم جانتی ہو کہ اس دُنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے دُنیاوی اسباب کی ضرورت ہے۔ جسے وہ میسّر ہیں وہ آرام میں ہے اور جسے مُیسّر نہیں۔ اس کی زندگی تلخ ہے۔ اسی طرح آخرت کی زندگی کا حال ہے۔ وہاں جن لوگوں کو راحتِ آخرت کے اسباب میسّر ہوں گے راحت پائینگے۔ اور جو بدقسمت اُن اسباب سے محروم ہونگے۔ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے۔

میری بہنو! یاد رکھو۔ دُنیا میں تم باپوں اور خاوندوں کی کمائی سے فائدہ اُٹھاسکتی ہو۔ اُن کی عزّت سے عزّت پاسکتی ہو۔ مثلاً لوگ تمہاری اس واسطے عزّت کرسکتے ہیں۔ کہ تم کسی عالم یا کسی بزرگ کی بیٹی ہو۔ یا تمہارا باپ دُنیاوی لحاظ سے بہت بڑا معزّز ہے۔ مثلاً بادشاہ کی بیٹی شاہزادی اور اس کی بیوی بیگم بادشاہ کہلاتی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ آخرت میں عزّت و آرام پانے کے لئے فقط اپنی نیکیاں کام آئیں گی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا تھا۔ اے فاطمہؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بیٹی میرے مال سے جتنا چاہو۔ مانگ لو۔ مگر اللہ کے عذاب سے میں نہیں چھڑا سکتا۔ جس خدا تعالےٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اُس نے جو فرائض تمہاری دُنیا کی زندگی کے مقرر کئے ہیں وہ ادا کرکے دُنیا سے جاؤ گی۔ تو آخرت میں عزّت پاؤ گی۔ ورنہ عذابِ الٰہی میں مبتلا کی جاؤ گی۔

پیاری بہنو! اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارے ذمّے جو فرائض ہیں۔ اُن سے آگاہ کیا جائے تاکہ اُن پر عمل کرکے بارگاہِ الٰہی میں عزّت پاؤ۔ عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ۔ دُنیا میں ان فرائض کے ادا کرنے کے باعث عزّت و آرام سے زندگی بسر کرو۔ قبر میں جاؤ تو وہ تمہارے لئے بہشت کا باغ بن جائے۔ میدانِ حشر میں جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تمہیں حوضِ کوثر سے پانی پلائیں۔ اللہ تعالےٰ کی مغفرت تمہارے شاملِ حال ہو۔ اور پل صراط سے صحیح وسلامت پار اُتر کر بہشت میں جا پہنچو۔

فرائض کی اجمالی فہرست

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق (۲) رسولُ اللہ کا حق
(۳) ماں باپ کا حق (۴) رشتہ داروں کا حق
(۵) اولاد کا حق (۶) خاوند کا حق
(۷) پڑوسی کا حق (۸) باقی لوگوں کا حق

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق

عَنْ مُّعَاذٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِیْ الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ . . . قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ۔ وَاِنَّہٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ (الحدیث)

ترجمہ۔ مُعاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی۔ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے بہشت میں پہنچائے۔ اور دوزخ سے دُور ہٹائے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے اُس کے لئے آسان بھی ہے۔ (وہ یہ ہے) تو اللہ تعالےٰ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ نماز اچھی طرح سے پڑھ۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھ۔ اور بیت اللہ الحرام کا حج کر۔

تنبیہہ۔ میری بہنو! اگر تمہارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سچے رسول ہیں۔ اور واقعی تم دوزخ سے بچنا اور بہشت میں جانا چاہتی ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمائے ہُوئے طریقے پر عمل کرو۔ ورنہ تمہاری مثال ایسی ہوگی۔ جیسی ایک مریض کی۔ کہ اعلیٰ درجہ کے حکیم حاذق سے نسخہ تو دریافت کرلیتا ہے۔ مگر استعمال نہیں کرتا۔ وہ کبھی شفایاب نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کے معنے

میری بہنو! شرک کے معنے حصّہ داری ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں شرک سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ کی شانِ خصوصی میں کسی غیر کو حصّہ دار سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ خصوصی کا اجمالی نقشہ

(۱) اس جہان کا بنانے والا اللہ تعالےٰ ہے (۲) اس جہان کا چلانے والا اللہ تعالےٰ ہے (۳) رزق میں تنگی یا کشادگی کرنے والا وہی ہے (۴) بیمار یا تندرست کرنے والا وہی ہے (۵) ہر چیز کا نفع یا نقصان اسی کے حکم سے ہوتا ہے (۶) زندگی اور موت کی باگ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے (۷) انسان کو جب ضرورت پیش آئے اسی سے مانگے۔ (۸) جب چیز مل جائے شکر فقط اُسی کا بجا لائے۔

اگرچہ مجازی اور عارضی طور پر اُس انسان کا شکر یہ بھی ادا کردے۔ جس کے ہاتھ سے ہوکر یہ نعمت ملی ہو۔ مثلاً اُستاد سے کہے میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے تکلیف اُٹھاکر مجھے پڑھایا۔ مگر دل میں یہ خیال کرے کہ ایسے قابل اُستاد کا بہم پہنچانا اور اُسے ایسا کمال عطا فرمانا یہ تو اللہ تعالےٰ ہی کا فضل ہے۔ اگر وہ میرے اُستاد کو کمال عطا نہ فرماتا تو میں کیسے فیض حاصل کرتا چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ (یعنی تمہاری ساری نعمتیں اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہیں)

(۹) اللہ تعالےٰ کے سوا کسی غیر کو سجدہ نہ کرے (۱۰) مستحق عبادت کا فقط اسی کو ٹھہرائے

میری بہنو! اُوپر کی بیان کردہ (۱۰) چیزوں میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی غیر کو حصہ دار سمجھو گی۔ تو مشرک ہو جاؤ گی اور شرک کبھی معاف نہیں ہوگا۔ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہیگا (قول تعالےٰ) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف کردے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَادْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَہْلِہِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْہُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَہُمْ فَصَبَّحَہُمُ الْجَیْشُ فَاَہْلَکَہُمْ وَاجْتَاحَہُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(ترجمہ) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اُس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا۔ پھر کہا۔ اے لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے (یعنی جو تمہیں لوٹنے کے لئے آرہا ہے) اور میں برہنہ بدن ڈرانے والا ہوں۔ (عرب میں دستور تھا۔ کہ جب کوئی شخص خطرناک دشمن کے آنے کی اطلاع دیتا۔ تو برہنہ بدن ہو کر واویلا کرتا) پس جلدی! جلدی! (یعنی جلدی نکل جاؤ) پھر اُس کی قوم میں سے ایک جماعت نے اُس کا کہا مان لیا۔ اور رات کے اندھیرے میں چل نکلے۔ وہ نہایت آرام سے چلے گئے۔ اور نجات پا گئے۔ اور ایک جماعت نے اُسے جھٹلایا۔ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔ صبح ہوتے ہی (دشمن کا) لشکر اُن پر آپہنچا۔ اور اُن کا ستیاناس کر دیا۔ یہی مثال ہے۔ اُس شخص کی جس نے میری فرمانبرداری کی۔ اور جو چیز میں لایا ہوں۔ اُس کی تابعداری کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو حق میں لایا ہوں اُسے جھٹلایا۔

(۳) ماں باپ کا حق

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدُہُمَا اَوْ کِلَاہُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اُس کی ناک خاک آلود ہو (یہ کلمہ ایک طرح کی بد دعا ہے) آپ سے عرض کی گئی۔ کس شخص کے لئے یہ بد دعا فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص بڑھاپے کی حالت میں دونوں ماں باپ یا اُن میں سے ایک کو پائے۔ پھر بہشت میں داخل نہ ہو۔

شرح الحدیث

یعنی بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرتا۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا۔ اور بہشت میں داخل فرما دیتا۔

تنبیہ۔ میری بہنو۔ آج کل فتنہ و فساد کا دَور دورہ ہے۔ شرم و حیا رخصت ہو رہے ہیں۔ ماں باپ۔ ساس اور خسر کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھیں گی کہ بیٹیاں اپنی بوڑھی ماؤں کو اس طرح ڈانٹ دیتی ہیں۔ جس طرح خادمہ کو ڈانٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ اگر ماں باپ سے کوئی غلطی ہو جائے۔ تو اُف بھی مت کہو۔ وہ بڑی ہی بدبخت ہونگی۔ جو ماں باپ جیسے شفیق مہربانوں کو راضی نہ کر سکیں اور جہنم میں جائیں۔ اَللّٰہُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ

(۴) رشتہ داروں کا حق

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَہَا۔ رواہ البخاری

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا سلوک) کرنے والا وہ شخص نہیں ہے۔ جو رشتہ داروں کے اچھے سلوک کا بدلہ دینے والا ہو۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے۔ جب اُس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اُسے جوڑے۔

۲۔ جبیر بن مطعم نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قطع رحم کرنے والا بہشت میں نہیں جائے گا۔ (یعنی ابتداءً نہیں جائے گا ہاں سزا بھگت کر جا سکتا ہے)

تنبیہ۔ حدیث شریف سے معلوم ہُوا۔ جو رشتہ دار ہم سے اچھی طرح سے ملتے ہیں۔ ہماری عزت کرتے ہیں۔ غرضیکہ دستور کے مطابق ہم سے ہر لحاظ سے اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ اُن کی عزت کرنے اور اُن سے ہر طرح کا نیک سلوک کرنے سے صلہ رحمی کا پورا حق ادا نہیں ہوتا۔ بارگاہِ الٰہی سے صلہ رحمی کا سارٹیفکیٹ اُن لوگوں کو ملے گا جو قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُہُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْہِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْہُمْ وَیَجْہَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّہُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَہِیْرٌ عَلَیْہِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ رواہ مسلم ص۳۱۴ باب البر والصلۃ

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی (رشتہ داروں سے عمدہ سلوک) کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں اُن سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں۔ میں اُن سے بردباری سے پیش آتا ہوں۔ اور وہ مجھ پر سختی کرتے ہیں۔ آپ نے (ساری بات سُن کر) فرمایا۔ اگر ایسا ہی ہے۔ جیسا تو کہہ رہا ہے؟ تو گویا کہ تو اُن کے منہ پر راکھ ڈال رہا ہے۔ اور جب تک تم اسی طرح رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقابلہ میں ہمیشہ مدد شامل ہو گی۔

تنبیہ۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جو شخص رشتہ داروں کی بدسلوکی پر صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اسی کے ساتھ رہتی ہے۔ دُنیا میں اللہ تعالیٰ اُسے عزت دے گا اور وہ ذلیل ہونگے اور آخرت میں بھی یہ نجات پا جائے گا۔ اور وہ قطع رحمی کے جرم میں گرفتار ہو جائیں گے۔

(۵) اولاد کا حق

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَّہُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَہْلِ بَیْتِہٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِہَا وَوَلَدِہٖ وَہِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْہُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَہُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ۔ متفق علیہ

لڑکیوں کی خدمت کا ثواب

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنَا وَہُوَ ہٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ (رواہ مسلم)

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

فاروقِ اعظمؓ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ (انڈیا))
(گزشتہ سے پیوستہ)

خلافت

حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر سب نے آپ کی بیعت کر لی۔ آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ اے مسلمانو۔ اگر تم مجھ میں کوئی کجی دیکھو تو اسے سیدھا کر دو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ واللہ۔ اگر ہم تم میں کوئی کجی پائیں گے تو اُسے تلوار سے سیدھا کر دینگے۔ آپ نے فرمایا۔ الحمدللہ۔ اس اُمّت میں ایسے لوگ ہیں جو عمر کی کجی کو سیدھا کر سکتے ہیں۔

آپ نے مشرکوں کو ان کی املاک کا معاوضہ ان کی قیمت سے زیادہ دے کر عرب سے خارج کر دیا۔ کیونکہ ان کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ تھا۔ عراق۔ ایران۔ شام اور مصر فتح کئے۔ دُنیا کی دو سب سے زبردست سلطنتوں روم اور ایران کے تخت اُلٹ دیئے۔ اور مشرق سے مغرب تک اسلام کا علم لہرا دیا۔ دُنیا کی سب سے بڑی طاقت اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک نہ سکی۔ ان شاندار فتوحات کی بنیاد ظلم وستم پر نہیں تھی۔ لشکر کو ہدایت تھی کہ عورتوں بچّوں۔ بوڑھوں اور جنگ سے غیر متعلق لوگوں سے تعرض نہ کرے۔ شہری آبادی کو نہ لوٹے۔ بلکہ ہرے درخت تک نہ کاٹے۔ یہی سبب تھا کہ مفتوحہ ممالک مسلمان فوجوں کا خیر مقدم کرتے تھے اور اسلامی حکومت کو اپنی ملکی حکومت پر ترجیح دیتے تھے۔

آپ دُنیا کے سب سے بڑے فاتح تھے۔ دوسرے فاتحین نے بے گناہوں کے خون کی ندیاں بہائیں۔ آباد شہروں کو برباد کیا۔ اور مظالم سے اپنی فتوحات کو داغدار بنایا۔ خلفاء راشدین کی فتوحات ان عیوب سے پاک تھیں۔

نظم ونسق

فاتح ہونے کے علاوہ آپ اعلیٰ درجہ کے مدبر۔ منتظم۔ عادل۔ بیدار مغز اور رعایا پرور تھے۔ تمام سلطنت صوبوں میں تقسیم کی گئی اور ہر صوبہ میں والی۔ میر منشی۔ کاتب۔ دیوان۔ صاحب خراج۔ صاحب بیت المال۔ صاحب احداث اور قاضی مقرر کئے گئے۔ ہر والی کو ہدایت تھی کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو چھنا ہُوا آٹا نہ کھائے۔ باریک کپڑا نہ پہنے دربان نہ رکھے اور ہر فریادی کے لئے دروازہ کھلا چھوڑ دے۔

اراضی کی پیمائش۔ بندوبست۔ عشر وخمس مردم شماری۔ قضا۔ احتساب۔ بیت المال۔ تعمیرات اور خبر رسانی کے محکمے قائم کئے گئے۔ چوکیاں۔ سرائیں۔ چشمے۔ نہریں۔ چھاؤنیاں اور نو آبادیاں بنائی گئیں۔

خدمتِ خلق

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اس شعر کے مصداق تھے۔

شہنشاہے کہ ہست از غایت درویشی و ہمت
وجود خود فراموشش وغم عالم فراوانش!

ہمیشہ رعایا کی فلاح وبہبود کو پیش نظر رکھتے تھے۔ آپ کو اپنی ذمہ داری کا جو احساس تھا اس کا اندازہ آپ کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ اگر فرات کے کنارے بھی کوئی اُونٹ ضائع ہو جائے تو حضورِ الٰہی میں اس کا جوابدہ میں ہی ہوں گا۔ رات کو بھیس بدل کر شہر اور مضافات میں گشت کرتے تھے۔ تاکہ رعایا کا حال معلوم کر کے ان کی شکایتوں کو رفع کریں۔ اگر کوئی قافلہ آکر ٹھہرتا ہے تو خود پہرہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ قحط کے زمانہ میں اطلاع ملی کہ بنو محارب کے کچھ قحط زدہ لوگ آئے ہُوئے ہیں۔ ان کی مصیبت کا حال سُن کر آپ بیقرار ہو گئے۔ اور جھلستی ہوئی دُھوپ میں آٹا۔ روغن زیتون وغیرہ لے کر ان کے پاس گئے۔ اور کھانا کھلا کر واپس آئے۔ قحط کے دنوں میں آپ پریشان اور آبدیدہ رہتے تھے اور دُعا کرتے تھے یا اللہ مجھے اس آفت سے بچائیو۔ کہ مَیں تیرے بندوں کو فاقہ سے ہلاک ہوتا ہُوا دیکھوں۔ ایک غلام نے کچھ گھی اور دُودھ آپ کی نذر کیا۔ آپ نے روک کر فرمایا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ رعایا بھوکی ہو اور مَیں لذیذ غذائیں کھاؤں۔ مجھ سے کہیں زیادہ ضرورت مند لوگ موجود ہیں۔ یہ چیزیں میرے سامنے سے لیجاؤ۔ اور ان غریبوں میں تقسیم کر دو۔

آپ خود گلی گلی پھر کر یتیموں، مسکینوں محتاجوں کی خدمت کرتے تھے۔ ایک بار کسی نے اُونٹ کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ فلاں شخص کو دے آؤ۔ وہ مجھ سے زیادہ بھوکا ہے۔

ایک دفعہ گشت لگاتے ہوئے ایک مکان سے بچّے کے رونے کی آواز سُنی۔ اس کی ماں سے سبب پوچھا تو بولی۔ "سرکاری قانون ہے کہ جب تک بچّہ کا دودھ نہ چھوٹے اسے بیت المال سے امداد نہیں مل سکتی۔ مَیں نے امداد حاصل کرنے کے لئے میعاد سے پہلے ہی اس کا دُودھ چھڑا دیا ہے۔" یہ سُن کر آپ لرز گئے۔ اور دل میں کہنے لگے۔ افسوس اس نامناسب حکم سے کتنے بچّوں کو نقصان پُہنچا ہوگا۔" آپ نے توبہ کی اور موجودہ قانون کو منسوخ کر کے فرمان جاری کیا کہ آئندہ ہر بچّہ کو خواہ وہ شیر خوار ہو، بیت المال سے وظیفہ ملے گا۔

ایک رات آپ نے دیکھا کہ ایک بُڑھیا ہانڈی میں کچھ پکا رہی ہے۔ اور اس کے بچّے بلک بلک کر رو رہے ہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ شاید کھانے کے انتظار میں بے قرار ہیں۔ بڑھیا سے پوچھا کہ ان کو کیا تکلیف ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بھوکے ہیں اور کھانے کے لئے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "کیا اس ہانڈی میں کھانا نہیں ہے؟" اس نے کہا کہ اس میں پانی ہے۔ ان کو بہلانے کے لئے یہ تدبیر کی ہے آخر کار روتے روتے سو ہی جائیں گے۔ یہ سُن کر آپ کا دل بھر آیا۔ دوڑے ہوئے بیت المال میں آئے۔ سامانِ خوراک کی بوری پیٹھ پر رکھی اور بڑھیا کے گھر کو روانہ ہوئے۔ غلام نے عرض کیا۔ "میرے ہوتے ہُوئے امیرالمومنین کیوں زحمت اُٹھاتے ہیں۔" آپ نے فرمایا۔ "کیا قیامت کے دن بھی تو میرا بوجھ اُٹھائے گا؟" چنانچہ آپ سامان لے کر بڑھیا کے مکان پر پہنچے۔ خود کھانا پکایا اور اسے اور بچّوں کو کھلایا۔ ایک نہیں بے شمار مثالیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رعایا کے حق میں والدین سے زیادہ شفیق تھے۔ "سید القوم خادمہم" (قوم کا حاکم اس کا خادم ہے) آج محض

ایک نظریہ ہے۔ لیکن پیغمبر اسلامؐ کے صحابہ کرامؓ نے اسے ایک حقیقت بنا دیا رضی اللہ عنہم ورضوعنہ۔

ایک بار آپ نے سُنا کہ ایک ضعیفہ خلیفہ کو بد دعا دے رہی ہے۔ آپ نے گھبرا کر اس سے شکایت دریافت کی تو بولی کہ میں کمانے کے قابل نہیں ہوں اور میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔ حکومت سے کوئی امداد نہیں ملتی۔ گزارہ کیونکر کروں۔ قیامت کے دن میں عمر پر دعویٰ کروں گی۔ آپ نے فرمایا۔ "عمر تیرا حال جانتا نہ ہوگا۔" اُس نے کہا۔ "پھر اسے خلیفہ بننے کا کیا حق ہے؟ وہ خدا کو کیا مُنہ دکھائے گا۔" یہ سُن کر آپ کانپ اُٹھے اور پوچھا "اگر میں عمر کو سمجھا کر تمھارے گزارہ کا انتظام کرا دوں تو تم کتنی رقم کے عوض میں اپنا دعوےٰ واپس لے سکتی ہو؟" وہ بیس درہم پر راضی ہوگئی۔ آپ نے یہ معاہدہ لکھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمر نے .... بنت .... سے اپنے خلاف تمام دعوے بیس درہم میں خرید لئے ہیں۔ اب وہ اللہ کے حضور میں بری الذمہ ہے۔ علی ابن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود گواہ ہیں۔"

ایک گشت کے دوران میں ایک گوالن کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ "بیٹی پانی ملا کر دُودھ زیادہ کر دے۔" بیٹی نے جواب دیا۔ "خبردار۔ ایسی بات نہ کہو۔ تم نہیں جانتیں کہ عمرؓ کی عملداری ہے؟ اگر ان کو خبر ہوگئی تو خیر نہیں۔" ماں نے کہا۔ "تم بہت بھولی ہو۔ کیا یہاں عمر ہم کو دیکھ رہے ہیں؟" بیٹی بولی۔ "عمر نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا۔ خدا تو دیکھ رہا ہے۔ اس سے بچ کر کہاں جاؤگی؟"

یہ گفتگو سُن کر حضرت عمر کو اس لڑکی کی ایمانداری سے ایسی مسرت ہوئی کہ اپنے لڑکے سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس کو دُنیا ہی میں اپنی دیانت اور خدا ترسی کا یہ اجر مل گیا کہ زمانہ کے سب سے بڑے شخص کی بہو بن گئی۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ۔

ایک دفعہ اطلاع ملی کہ کچھ سرکاری اونٹ گم ہوگئے ہیں۔ گرمی کا موسم تھا اور دوپہر کا وقت۔ آسمان سے آگ برس رہی تھی۔ اور زمین توے کی طرح تپ رہی تھی۔ لیکن آپ نے اس کی پروا نہ کی اور شام کا بھی انتظار نہ کیا اور خود ان کی تلاش میں نکلے۔ اور بڑی مشکل سے ڈھونڈ کر لائے۔ آپ کو ہانپتا اور پسینہ میں نہایا ہُوا دیکھ کر احباب نے کہا۔ "بہتر ہوتا اگر آپ کسی ملازم کو جستجو کے لئے بھیج دیتے۔" آپ نے فرمایا۔ "روزِ حساب اس کا جواب ملازم سے نہیں بلکہ مجھ سے طلب کیا جائے گا۔"

ایک دن بیت المال کے اونٹوں پر مالش کر رہے تھے۔ لوگوں نے کہا۔ "یہ کام کسی خادم کے سپرد کر دیجئے۔" آپ نے فرمایا۔ "مجھ سے زیادہ خادم کون ہوسکتا ہے؟"

مدینہ میں ایک غریب بڑھیا محنت سے معذور تھی۔ حضرت عمرؓ اس کا کام کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اُس کے گھر میں پانی بھرنے کے لئے مشکیزہ اُٹھائے ہُوئے چلے جا رہے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ "یہ خدمت امیرالمومنین کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اس میں آپ کی اور ہماری سبکی ہے۔ کوئی غلام یہ کام انجام دے سکتا ہے۔" آپ نے فرمایا کہ روم اور ایران کے سفیر میرے پاس آکر میرے نظم و نسق کی تعریف کرتے اور آداب بجا لاتے ہیں۔ میں اپنے نفس کو کبر و فخر سے بچانے کے لئے اپنے فعل سے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ میں دوسرے مسلمانوں سے برتر نہیں ہوں۔ اگر میں تکلیف نہ اُٹھاؤں تو تم کو راحت نہ ملے گی۔"

یہ تھا اس شخص کا انکسار جس کے کارناموں سے باغ اسلام میں بہار آئی اور جس کی شمشیر آبدار نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

آپ زمانہ کے سب سے بڑے حکمران اور فاتح تھے۔ مگر قلندرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے۔ آپ گھر میں تھے۔ لیکن باہر تشریف نہ لائے۔ وہ لوگ باہر کھڑے انتظار کرتے رہے۔ بہت دیر بعد آپ آئے اور دیر کا سبب بتایا کہ میرے پاس پہننے کے لئے ایک ہی جوڑا تھا۔ جسے میں نے دھویا تھا۔ جب وہ خُشک ہوگیا تو پہن کر باہر آیا ہُوں۔

اسلام نے اب سے چودہ سو برس پہلے جو حقیقی سیاسی اور روحانی جمہوریت قائم کی آج بیسویں صدی میں بھی تہذیب و تمدن کے بلند بانگ دعووں کے باوجود اس کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ اس نے تمام اہل اسلام کو ایک برادری کے افراد قرار دے کر برابر حقوق عطا کر دیئے۔ خلیفہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ ہر شخص اس کی رائے سے اختلاف کر سکتا تھا۔

حضرت عمرؓ "شاورھم فی الامر" کے بموجب ہر اہم معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کرتے تھے۔ ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی بھی رائے دینے کا حق رکھتا تھا۔ اور آپ اگر اس کی رائے کو صحیح سمجھتے تھے تو اپنی رائے کے مقابلہ میں اس پر عمل کرتے تھے۔ ہر مسلمان کو آزادی تھی کہ وہ آپ کے کسی فعل کو نامناسب سمجھے تو اعتراض کرے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ خطبہ کے لئے منبر پر تشریف لائے۔ تو ایک شخص نے بلند آواز سے کہا۔ "لاسمع و لاطاعۃ۔" ہم آپ کی بات نہ سنیں گے نہ مانیں گے۔ آج روشن خیالی اور آزادی کے جمہوری دور میں بھی کوئی معمولی حاکم ایسی بات سُن کر غضب ناک ہو جائے اور معترض کو ذلیل کر کے مجلس سے نکال دے۔ لیکن حضرت عمرؓ یہ سُن کر بیٹھ گئے۔ اور بولے۔ "تم کو کیا شکایت ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "باہر سے کچھ چادریں آئی تھیں جو مسلمانوں میں مساویانہ تقسیم کی گئی تھیں۔ ہر مسلمان کی طرح آپ کو بھی ایک ہی چادر ملی تھی۔ آپ کا قد اتنا لمبا ہے کہ اتنی چادر میں آپ کا کرتہ نہیں بن سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو چادریں لی ہیں۔ لہٰذا اس کا جواب دیجئے کہ آپ کا کرتہ کیونکر بنا۔" حضرت عمرؓ اس اعتراض سے ناراض ہونے کی بجائے خوش ہُوئے کیونکہ آپ کو اپنے متعلق صفائی پیش کرنے اور سوءِ ظن رفع کرنے کا موقع مل گیا۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ تم اس کا جواب دو۔ انھوں نے فرمایا۔ "امیرالمومنین کو بھی ایک ہی چادر ملی تھی جس میں آپ کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اپنی چادر بھی آپ کو دے دی۔" اس جواب سے اس شخص کا اطمینان ہوگیا۔ اظہار خیال کی اس آزادی کی مثال کا ملنا آج بھی محال ہے۔

آپ ہمیشہ تاکید سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں راہِ راست پر چلوں تو میری تائید کرو اگر غلطی کروں تو ٹوکو۔ ایک دفعہ آپ نے مسجد میں فرمایا کہ لوگوں نے نکاح میں مہر بہت بڑھا دیئے ہیں۔ ان کی مقدار مقرر کرنی چاہیئے۔ ایک عورت نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے۔ "آتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا۔" تم نے ان عورتوں میں سے کسی کو بہت مال دے دیا تو اس میں سے کچھ نہ لو۔ آپ کو مہر کم کرنے کا کیا حق ہے؟

آپ نے فرمایا کہ تمہارا کہنا صحیح ہے۔ میری رائے غلط تھی۔

ایک عورت نے آپ کو راستے میں روک کر

اے عمرؓ۔ وہ دن بھی یاد کرو۔ جب تم ایک معمولی آدمی تھے۔ اب امیرالمومنین ہو اور خدا کے سوا کوئی تمہارا حاکم نہیں ہے۔ اب خدا

(بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۶ سے آگے)

اس سے قبل میں چار امراض روحانی عُجب۔ کبر۔ حسد اور ریاء کے متعلق عرض کر چکا ہوں آج پانچویں بیماری شحِ نفس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا ترجمہ ہے خود غرضی۔ قرآن مجید میں اس سے پاک ہونے پر اللہ تعالےٰ نے فلاح کو موقوف رکھا ہے۔ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ سورہ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا حکم ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کا اتباع ہو۔ ہر موقعہ پر خود غرضی آڑے آتی ہے۔ اگر ہم نے نمازِ عشاء اس لئے نہیں پڑھی کہ نیند آ رہی تھی۔ تو ہم نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں نیند کو ترجیح دی۔ یہی خود غرضی ہے۔ اگر وکیل صاحب یا زمیندار نے روزہ اس لئے نہیں رکھا کہ گرمی کے موسم میں وکیل صاحب کو عدالت اور زمیندار کو کھیت میں کام کرنا پڑتا ہے اور روزہ رکھ کر کام نہیں ہو سکے گا۔ تو یہ بھی خود غرضی ہے۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں بھی خود غرضی آڑے آتی ہے۔ بہنوں کو حصّہ دینے میں بھی خود غرضی آڑے آتی ہے۔

فلاح کے معنی ہیں عذابِ قبر۔ عذاب دوزخ اور اللہ تعالےٰ کے غضب اور ناراضگی سے بچنا۔

پنجاب میں "پر" سے کفر شروع ہوتا ہے۔ عام طور پر مرد اور عورتیں کہتی ہیں کہ مولوی صاحب کہتے تو ٹھیک ہیں۔ "پر" اسیں دُنیادار ہوئے۔ کتوں لینیاں ہوئیاں کتے دینیاں ہوئیاں۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو کتاب و سُنّت کے اتباع اور خلق خدا کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

اب اس کا علاج عرض کرتا ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ اعلان کروایا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۝

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

اصل میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نصب العین ہے۔ آپ کو چونکہ ہمارے لئے نمونہ بنایا گیا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیہ

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے + اس لئے ہر مسلمان کا بھی یہی نصب العین ہونا چاہئے۔ اللہ تعالےٰ ہی نے ہم کو سب کچھ دیا ہے۔ اس لئے سب کچھ اسی کے حوالہ کر دیا جائے۔ اور اپنی کوئی غرض درمیان میں آڑے نہ آئے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

لڑکا یا لڑکی بیاہی جائے یا نہ ہم نے خدا کی مخالفت نہیں کرنی۔ آپ کہتے ہیں کہ دانہ دانہ پر مہر ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بندے بندے پر مہر ہے۔ جو لڑکی ہماری قسمت میں ہے۔ وہ کسی دوسرے کے ہاں نہیں جا سکتی۔

من کان للّٰہ کان اللہ لہ۔ جو اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے سب کام سنوار دیتا ہے۔

ان باتوں کو حال بنانے کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا الآیہ۔ سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

باتوں سے رنگ نہیں چڑھتا صحبت
میں رنگ چڑھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو شحِ نفس سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

تعیش پر ٹیکس لگائے جائیں۔ شبینہ کلبوں اور رقص گاہوں کو اگر ختم کرنا نہیں چاہتے تو گراں بار کریں۔ آخر غریب عوام ہی سے کیوں الجھا جاتا ہے۔ کامیابی تو اسے کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ آبادی خوشحال ہو نہ کہ اقلیت کے مفاد کی خاطر اکثریت کو بھینٹ چڑھایا جائے۔

(بقیہ اتباعِ سُنّت صفحہ ۷ سے آگے)

تمہیں چھوڑ دی گمراہی میں پڑ گئے۔ کل کے دن کفار کے ساتھ دوزخ میں ہوں گے۔

راحت القلوب مجلس ۱۲ میں حضرت خواجہ بابا فرید شکر گنج رحؒ نے فرمایا ہے۔ جس مذہب میں کہ ہم ہیں وہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے یہ مذہب صواب پر ہے۔ وہ کیسے خدا کے بندے تھے کہ جنہوں نے سوائے متابعت خدا تعالےٰ و سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی کام نہیں کیا۔

فتوحات میں ہے کل حقیقۃٍ الشریعۃ زندقۃ باطلۃ بالنا طریق الی اللّٰہ الا علی الوجہ المشروع لاطریق لنا الی اللّٰہ الا ما شرعہ فمن قال ان ثم طریقا الی اللّٰہ خلاف ما شرع فقولہ زور فلا تقتدی بشیخ لا ادب لہ

ترجمہ۔ جو حقیقت شریعت کے خلاف ہو وہ بد دینی اور مردود ہے۔ ہمارے لئے اللہ کی طرف کو کوئی راستہ نہیں ہے مگر شرعی طور سے۔ اور کوئی راہ نہیں ہمارے لئے اللہ کی طرف کو مگر وہی جو اس نے شریعت میں بتلا دی ہے جو شخص کہے کہ ادھر کوئی اور راہ ہے اللہ تعالےٰ کی طرف برخلاف اس کے جو شریعت نے بتلا دیا۔ اس کا قول جھوٹا ہے پس ایسے شیخ کو مقتدا نہ بنایا جائے جس کو ادب نہ ہو

حضرت ابیزید بسطامی رحؒ فرماتے ہیں۔ لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظرون۔ کیف تجدونہ عند الامر والنھی وحفظ الحدود والشریعۃ۔

ترجمہ۔ اگر تم ایسا آدمی دیکھو۔ کہ اسے کرامتیں دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہوا میں اُڑتا ہے۔ تو دھوکہ میں نہ آ جاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ امر و نہی اور حفظ حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ الطرق کلھا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتفی اثر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ **ترجمہ**۔ کل مخلوق پر سب راہیں بند ہیں۔ سوائے اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔ انہیں حضرت جنید کے پاس کسی نے کہا۔ ایک قوم کہتی ہے:۔

نحن وصلنا فلا حاجۃ لنا الی الصلوٰۃ والصیام آپ نے فرمایا۔ صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر۔ ترجمہ۔ ہم پہنچ گئے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

(بقیہ مسلمان عورت کے فرائض صفحہ ۱۴ سے آگے)

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی - قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح پر آئیں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا - (یعنی جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں - اس طرح وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِیْ اِمْرَأَۃٌ وَّ مَعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَۃٍ وَّاحِدَۃٍ فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ اِبْنَتَیْهَا - وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِہِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ

متفق علیہ ص ۴۱۳

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - انہوں نے فرمایا - کہ میرے پاس ایک عورت سائلہ آئی - اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں - اس وقت میرے پاس سوا ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا - میں نے اسے وہی دے دی - اس نے خود تو نہ کھائی اور دونوں بیٹیوں کو تقسیم کر دی - پھر اٹھ کر چلی گئی - اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے - میں نے انہیں ساری بات سنائی - آپ نے فرمایا - جس شخص کی بیٹیوں کے ذریعے سے آزمائش کی گئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا - یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کے سامنے آڑ بن جائیں گی -

تنبیہ - دنیا دار عموماً بیٹیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - جب بیٹی پیدا ہو - تو خوش نہیں ہوتے - اور ان کی خدمت کو چٹی خیال کرتے ہیں - ہمارے پنجاب میں ذرا سی بات میں ماں اگر ناراض ہو جائے تو بیٹی کو ان الفاظ سے کوستی ہے - (۱) نیں توں مرجائیں (۲) نیں توں ڈب جائیں (۳) نیں توں ٹکروں لہہ جائیں اور اگر ماں باپ راضی ہوں تو دنیا دار مندرجہ ذیل الفاظ سے یاد کرتے ہیں (۱) ناس ہوئیں گلاں کیہیاں سوہنیاں کردی اے (۲) تیری کلیجی کڈھ لواں (۳) تیری کلیجی بھن کھانواں -

میری بہنو - یہ سارے فقرے پتہ دے رہے ہیں - کہ تمہیں بیٹی کے پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہے - تم ہی انصاف کرو - کیا بیٹوں کے حق میں بھی خوشی کے وقت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتی ہو -

عزیز بہنو - یاد رکھو - گزشتہ دونوں حدیثوں میں غور کر کے دیکھو - کہ دو بیٹیاں آخرت میں وہ کام دینگی - کہ بیٹے سو بھی نہیں دے سکتے - اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہو ہی نہیں سکتا - کہ قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمہیں بہشت میں جگہ ملے - لہٰذا یاد رکھو - بیٹیوں کی خدمت کرنا اپنی سعادت خیال کیا کرو - اور خوشی سے ان کی خدمت کیا کرو - تاکہ تمہارے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوں یہ بھی یاد رکھو کہ آنحضرت کے صاحبزادیاں ہی تھیں اور صاحبزادے تو دودھ پینے کی حالت میں وفات پا گئے - حضرت فاطمہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ سلوک تھا کہ جب وہ تشریف لاتیں - تو آپ کھڑے ہو جاتے - سفر سے تشریف لاتے - تو پہلے ان کے ہاں تشریف لے جاتے - (باقی پھر)

(بقیہ کسب حلال صفحہ ۱۲ سے آگے)

فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے - جس قدر روزی جس کے لئے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر رہے گی - جو وسائل و اسباب بندہ اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں - اگر آدمی کی نظر اسباب و تدابیر اختیار کرتے وقت مسبب الاسباب پر ہو تو یہ توکّل کے منافی نہیں - البتہ خدا کی قدرت کو اسباب عادیہ میں مقید نہ سمجھا جائے -

اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ - مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو -

مطلب یہ ہے کسی کا مال ناحق کھا لینا مثلاً جھوٹ بول کر یا دغابازی سے یا چوری سے ہرگز درست نہیں - ہاں اگر سوداگری یعنی بیع و شراء کرو تم باہمی رضامندی سے تو اس میں کچھ حرج نہیں - اس مال کو کھالو - جائز طریقہ سے لینے کی ممانعت نہیں - بعض دوکاندار اصلی مال میں نقلی اور گھٹیا مال کی آمیزش کر کے اصلی جنس کے بھاؤ فروخت کرتے ہیں - یہ دغا اور فریب ہے -

(۵) یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا - الخ پ ۲ ع ۵

اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ - اور شیطان کی پیروی نہ کرو - بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے -

مطلب یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے اس میں سے کھاؤ - بشرطیکہ وہ شرعاً حلال و طیّب ہو - نہ تو فی نفسہٖ حرام ہو جیسے مردار اور خنزیر - نہ کسی امر عارضی سے اس میں حرمت آ گئی ہو جیسے غصب، چوری، رشوت اور سود کا مال -

(۶) یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ - پ ۲ رکوع ۵

ترجمہ - اے ایمان والو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ - جو روزی ہم نے دی تم کو - اور اللہ کا شکر کرو -

(۷) وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؁ پ ۲۸ - رکوع ۱۶

ترجمہ - اور جس کو بچا دیا اپنے نفس کے لالچ سے - سو وہی لوگ مراد کو پہنچے -

وہی شخص مراد کو پہنچتا ہے - جس کو اللہ تعالیٰ اس کے دل کے لالچ سے بچائے - اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے -

(۸) قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ ط پ ۲۸ ع ۱۲

ترجمہ - آپ کہہ دیجئے جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے - تماشہ سے اور سوداگری سے -

ایک مرتبہ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خطبہ فرما رہے تھے - اسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلّہ لے کر آ پہنچا - اس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا - شہر میں پہلے ہی سے اناج کی کمی تھی - لوگ دوڑے کہ اس کو ٹھیرائیں اکثر لوگ چلے گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ بارہ آدمی باقی رہ گئے - تو مذکورہ آیت اتری + سوداگری اور دنیا کا کھیل تماشہ کیا چیز ہے؟ وہ ابدی دولت حاصل کرو - جو اللہ کے پاس ہے - اور جو پیغمبر کی صحبت اور مجالس ذکر و عبادت میں ملتی ہے - روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے - وہی بہتر روزی دینے والا ہے - اس تنبیہ و تادیب کے بعد صحابہ کی شان یہ تھی کہ معاش کے دھندے ان کو اللہ کی یاد سے اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے تھے - بڑے سے بڑا بیوپار یا معمولی خرید و فروخت کوئی چیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی تھی -

(بقیہ اتباع سنت صفحہ ۱۷ سے آگے)

ہیں - پس ہم کو نماز اور روزہ کی حاجت نہیں فرمایا سچ کہتے ہیں پہنچتے ہیں لیکن دوزخ کی طرف پہنچتے ہیں -

حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ نے فرمایا - بہ ہوا پری مگسے باشی بر آب روی خسے باشی دل بدست آر کہ کسے باشی - ترجمہ اگر کوئی آدمی کرامت سے ہوا پر اڑا تو مکھی ہوا اگر پانی پر چلا تو تنکا ہو گیا - ہاں اپنے دل کو قابو میں کرو - تب انسان بنو گے -

حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

بچوں کا صفحہ

ہمیشہ وعدے پورے کیا کرو

(از جناب محمد شفیع عمر الدین - دفتردار - میرپور خاص)

(۱) پیارے بچو! قرآن مجید کے اٹھارھویں پارے کے شروع میں اللہ تعالےٰ جلّ شانہٗ نے مومن بندوں کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں - جن کو اپنانے سے وہ دُنیا میں تو پھلے پھولیں گے - بلکہ مرنے کے بعد بھی کامیاب رہیں گے - اور جنّت میں جائیں گے - ان اوصاف میں یہ باتیں بھی ہیں -

(وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ -

ترجمہ - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھتے ہیں -

۲ - ایک مومن کے شایانِ شان یہی ہے کہ ہر نیک اور اچھے وعدے کو پورا کرے - قول و قرار پُورا کرنے کے بعد بد عہدی اور وعدہ خلافی کے قریب نہ جائے - بد عہدی کرنا مومن کا کام نہیں بلکہ یہ منافق کا فعل ہے - ایک حدیث شریف میں منافق کی ذیل کی تین علامتیں بیان کی گئی ہیں -

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے -

(۲) جب کبھی وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے -

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے -

۳ - ہمارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اپنے وعدوں کا خُوب لحاظ فرماتے تھے - مثال کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے عہد کا سچا واقعہ حضرت عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیئے -

یہ واقعہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے پہلے کا ہے - آپ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی چیز مول لی تھی - اور مجھے اس کی قیمت ادا کرنی تھی - اس لئے میں نے وعدہ کیا کہ کل اسی جگہ پر آکر قیمت ادا کر دوں گا - مگر مجھے یاد نہ رہا - اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا - لہٰذا میں وہاں آیا - تو دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دو عالم حسب وعدہ میرے انتظار میں اسی مقام پر تشریف فرما ہیں - اور مجھے صرف اتنا فرمایا کہ "اے جوان! تو نے مجھے مشقّت میں ڈال دیا - میں تین دن سے برابر یہیں تیرا انتظار کر رہا ہوں -" (ابو داؤد - باب الادب)

۴ - اگر آپ وعدہ کرنا جانتے ہو تو اسے نباہنا بھی سیکھو - یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ کوئی نیک وعدہ کر کے اس کو پُورا نہ کرنا منافق کا کام ہے - اور ایک کلمہ گو کو منافق کی بدخصلت اختیار نہ کرنی چاہیئے -

۵ - جب کبھی وعدہ کرو تو اس کو خوب دھیان میں رکھو اور اس کو پُورا کرو - اور وعدہ شکنی کر کے قرآن شریف اور حدیث شریف کے حکموں کے مخالف ہرگز مت بنو -

۶ - بات بات پر جھوٹی قسمیں کھا کر جھوٹے وعدے مت کیا کرو - وُہ وعدہ جس کو نباہ نہ سکو ہرگز مت کرو - بہترین دستور العمل تو یہ ہے کہ حتی المقدور وعدے کم کرو - صرف وہ وعدہ کرو جو پورا کر سکو -

۷ - اگر اس بات پر کاربند ہو جاوگے تو بڑے ہو کر بڑی عزّت پاؤ گے - آپ کی ہر بات کا لوگ یقین کریں گے - آپ کے وعدوں پر یقین کریں گے -

---

ہفت روزہ "خُدّام الدّین" کی توسیع اشاعت ہر مسلمان کا فرض ہے -

(بقیہ اتباع سنت صفحہ ۱۸ سے آگے)

من رأیتہ یدعی مع اللہ تعالےٰ حالۃ تخرجہ عن حد علم الشرعی فلا تقربن منہ -

ترجمہ - جس کو دیکھو کہ اللہ کی معیت اور قربت میں ایسی حالت کا دعوےٰ کرتا ہے جو کہ حد شرعی سے خارج ہے اس کے قریب مت پھٹکو -

یہ اقوال مشت نمونہ از خروارے ہم نے بزرگانِ دین کے پیش کئے ہیں - اس سے اندازہ لگائیں کہ اتباع سُنّت کی کتنی تاکید فرماتے ہیں -

جو شخص سُنّتِ نبویؐ کے خلاف ہو وہ ہرگز ہرگز مقتدیٰ نہیں بن سکتا اور نہ خدا کے ہاں وہ مقرب و ولی ہے -

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

وما علینا الا البلاغ

(بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۱۳ سے آگے)

حاضر ہُوا اور دس نمازیں رات دن میں باقی رہ گئیں میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اُنھوں نے پھر یہی کہا - میں واپس ہُوا اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہُوا - اور رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا - میں موسےٰؑ کے پاس واپس ہُوا تو اُنھوں نے پھر یہی کہا - میں نے کہا اب مجھ کو رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے - موسےٰؑ نے کہا - تمھاری اُمّت رات دن میں پانچ نمازیں بھی ادا نہ کر سکیگی میں تم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چُکا ہوں اور بنو اسرائیل کا سخت تریں علاج کر چُکا ہوں - تم اپنے پروردگار کے پاس جاؤ - اور مزید تخفیف چاہو میں نے کہا - میں نے بار بار اپنے پروردگار سے تخفیف کا سوال کیا ہے - اب مجھ کو شرم آتی ہے - اسی پہ راضی ہوں اور خدا کے اسی حکم کو تسلیم کرتا ہوں - جب میں اس جگہ سے آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا - میں......